Muslims who believe in the Messiah
Mirza Ghulam Ahmad of Qadian

جماعت احمدیہ امریکہ کا علمی، ادبی، تعلیمی اور تربیتی مجلّہ

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۙ یُخۡرِجُھُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ؕ

القران الحکیم ۲:۲۵۸

النور

ہجرت-احسان ۱۳۹۶ ہش
مئی - جون ۲۰۱۷ء

احمدیہ خلافت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ پر عنایات خسروانہ

جلسہ سالانہ امریکہ ۲۰۱۶
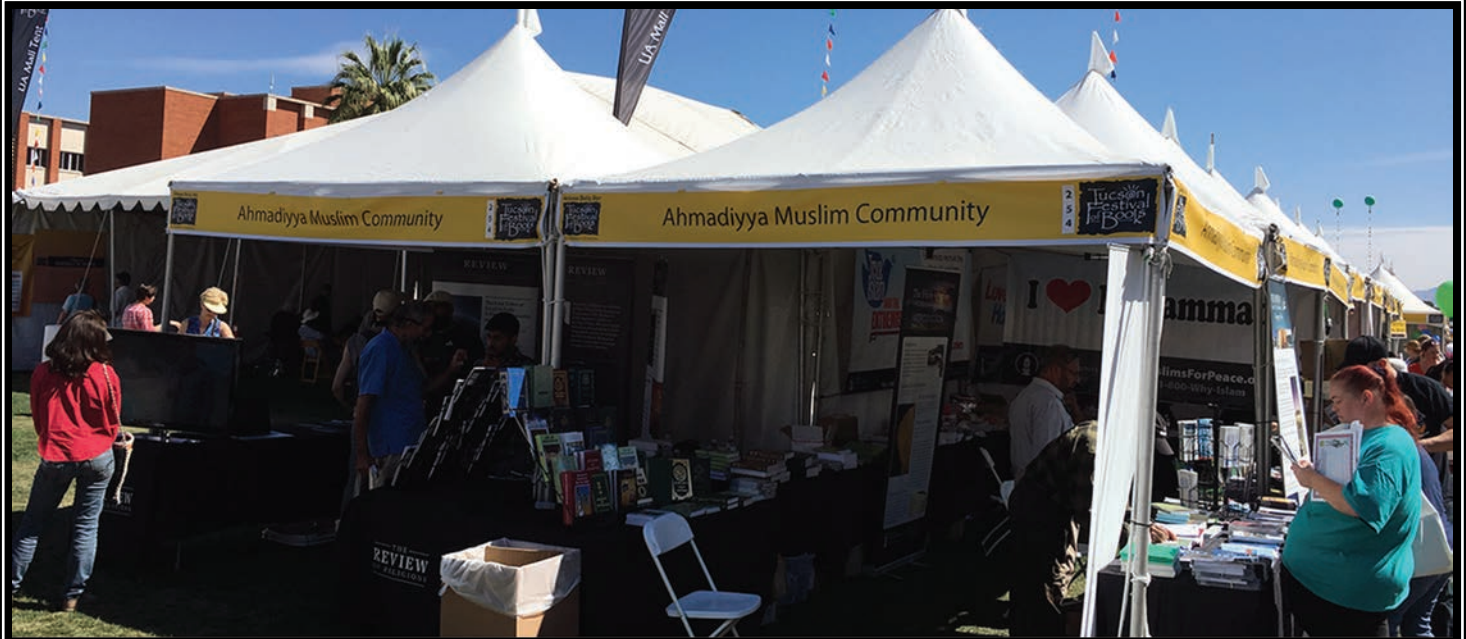
Scenes from Tucson Festival of Books, held at the University of Arizona, Tucson Campus, March 11-12, 2017

طوصان ایریزونا میں کتب کے میلے میں جماعتِ احمدیہ کا سٹال

Ahmadiyya Muslim Community USA National Calendar 2017

January 7-8 Sat-Sun................Local Jamā‘at/Auxiliary Activities ....Jamā‘at/Local
January 8 Sun..........................Review of 2016 Activities and Plan for 2017 Activities...Jamā‘at/Local
January 13-15 Fri-Sun.............Anṣār Leadership Conference
January 22 Sun........................Sīratun-Nabī Day .... Jamā‘at/National
January 27-29 Fri-Sun............Majlis-i-Ṣiḥḥat Event
February 4-5 Sat-Sun..............Local Jamā‘at/Auxiliary Activities ....Jamā‘at/Local
February 11 Sat........................National Āmilah Meeting (Los Angeles, CA) .... Jamā‘at/National
February 11 Sat........................Regional Refresher Course (Los Angeles, CA) (Afternoon)
February 17-18 Fri-Sat ....Public Affairs Seminar 2017 (Bait-ur-Raḥmān, MD) .... Jamā‘at/National
February 26 Sun......................Muṣliḥ Mau‘ūd Day... Jamā‘at/Regional/Local
March 4-5 Sat-Sun ....Local Jamā‘at/Auxiliary Activities ....Jamā‘at/Local
March 18 Sat...........................National Āmilah Meeting (Bait-ur-Raḥmān, Silver Spring MD) .... Jamā‘at/National
March 18-19 Sat-Sun...............National Tarbiyat and Tahir Academy Meeting (Bait-ur-Raḥmān, MD) .... Jamā‘at/National
March 25 Sat...........................Masīḥ Mau‘ūd Day .... Jamā‘at/Regional/Local
March 31-April 2 Fri-Sun.........Lajna Mentoring Conference
April 1-2 Sat-Sun ....Local Jamā‘at/Auxiliary Activities ....Jamā‘at/Local
April 2 Sun...............................Taḥrīk Jadīd Day .... Jamā‘at/National
April 8 Sat................................Qaḍa Orientation Seminar (Bait-ur-Raḥmān, MD).. Jamā‘at/National
April 9 Sun...............................Waqf-i-Nau Evaluation & Parents Day Jamā‘at .... /Regional/Local
April 14-16 Fri-Sun..................Marital Matters Awareness.. Jamā‘at/National
April 14-16 Fri-Sun..................12th Boys Trip to Jāmi‘ah Canada .... Jamā‘at/National
April 22-23 Sat-Sun ....Local Qur’ān Conference.. Jamā‘at/National
April 28–30 Fri-Sun ....National Majlis-i-Shūrā .... Jamā‘at/National
May 6-7 Sat-Sun......................Local Jamā‘at/Auxiliary Activities ....Jamā‘at/Local
May 12-19 Fri-Fri ....Humanity First Awareness Week
May 13-14 Sat-Sun...................Anṣārullāh Regional Ijtimā‘
May 20 Sat...............................National Āmilah Meeting (Oshkosh)... Jamā‘at/National
May 21 Sun ....Khilāfat Day.. Jamā‘at/Regional/Local
27 May 25 June Sat-Sun ....Ramaḍān
June 3-4 Sat-Sun.....................Local Jamā‘at/Auxiliary Activities ....Jamā‘at/Local
June 26 Mon............................Eid-ul-Fitr
July 1-2 Sat-Sun ....Local Jamā‘at/Auxiliary Activities ....Jamā‘at/Local
July 5-12 Wed-Wed.................3rd Waqf-i-Nau Training Camp 2017 (Bait-ur-Raḥmān, MD) .... Jamā‘at/National
July 7-9 Fri-Sun.......................Jalsa Sālāna Canada...
July 7-9 Fri-Sun.......................Spiritual Fitness Camps ....
July 14-16 Fri-Sun ....Jalsa Sālāna USA
July 16-23 11th ....11th Waqf-e-Nau Boys Jāmi‘ah Orientation Camp (Hādī Mosque, Harrisburg, PA)........... National
July 28-30 Fri-Sun..................Jalsa Sālāna UK..
August 5-6 Sat-Sun ....Local Jamā‘at/Auxiliary Activities ....Jamā‘at/Local
August 5-20 Sat-Sun ....Ḥifẓ-ul-Qur’ān Class .... Jamā‘at/National
August 12 Sat...........................National Āmilah Meeting (New York, NY)... Jamā‘at/National
August 12 Sat...........................Regional Refresher Course (New York, NY) (Afternoon)../
August 12-13 Sat-Sun ....Spiritual Fitness Camps ..../
25-27 August Fri-Sun..............Jalsa Sālāna Germany
September 1 Fri ....Eid-ul-Aḍḥā ..../
September 2-3 Sat-Sun ....Local Jamā‘at/Auxiliary Activities ....Jamā‘at/Local
September 8-9 Fri-Sat ....Lajna Day on the Hill, Lajna Public Affairs Seminar
September 8-10 Fri-Sun ....Marital Matters Awareness.. Jamā‘at/National
September 15-17 Fri-Sun..........Lajna East Coast Ijtimā‘ ..../
September 23 Sat ....National Āmilah Meeting (Bait-ur-Raḥmān, Silver Spring, MD) .... Jamā‘at/National
September 23-24 Sat-Sun........National Anṣārullāh Ijtimā ..../
September 24 Sun ....Taḥrīk Jadīd Day .... Jamā‘at/National
October 7-8 Sat-Sun................Local Jamā‘at/Auxiliary Activities ....Jamā‘at/Local
October 13-22 Fri-Sun ....Taḥrīk Jadīd Collection Week... Jamā‘at/National
October 15 Sun ....Religious Founders Day .... Jamā‘at/National
October 27-29 Fri-Sun ....Lajna Majlis-i-Shūrā
October 28 Sat.........................National Āmilah Meeting (Detroit, MI) .... Jamā‘at/National
October 28 Sat.........................Regional Refresher Course (Detroit, MI) (Afternoon)
November 4-5 Sat-Sun............Local Jamā‘at/Auxiliary Activities ....Jamā‘at/Local
November 4-5 Sat-Sun............West Coast Qur’an Conference .... Jamā‘at/West Coast
November 19 Sun ....Sīrat-un-Nabi Day .... Jamā‘at/Regional/Local
November 25 Sat......................Humanity First National Annual Telethon ....
December 2-3 Sat-Sun ....Local Jamā‘at/Auxiliary Activities ....Jamā‘at/Local
December 9 Sat ....National Āmilah Meeting (Bait-ur-Raḥmān, Silver Spring, MD) .... Jamā‘at/National
December 22-24 Fri-Sun ....West Coast Jalsa Sālāna
December 26-28 Tue-Thur......Jalsa Sālāna Qadian

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۙ یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ
اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے۔ وہ ان کو اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔
البقرہ ۲۵۸

ہجرت۔احسان ۱۳۹۶ ہش
مئی۔جون ۲۰۱۷ء
ریاستہائے متحدہ امریکہ

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ ۝

(سورۃ البقرۃ:۱۸۷)

اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہیئے کہ وہ بھی میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

فہرست

قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ اَوِادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَیًّامَّا تَدْعُوْا فَلَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ۚ وَلَاتَجْھَرْ بِصَلَاتِکَ وَلَاتُخَافِتْ بِھَا وَابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا ۝

(سورۃ بنی اسرائیل:۱۱۱)

تُو کہہ دے کہ خواہ اللہ کو پکارو خواہ رحمان کو۔

جس نام سے بھی تم پکارو سب اچھے نام اُسی کے ہیں۔

اور اپنی نماز نہ بہت اونچی آواز میں پڑھ اور نہ اُسے بہت دھیما کر اور ان کے درمیان کی راہ اختیار کر۔

(700 حکمِ خداوندی صفحہ 93)

نگران:

ڈاکٹر مرزا مغفور احمد امیر جماعت احمدیہ، ریاستہائے متحدہ امریکہ

ادارتی مشیر: محمد ظفر اللہ ہنجرا، سید شمشاد احمد ناصر

مدیر: سید ساجد احمد

معاون مدیر: حسنیٰ مقبول احمد

ادارتی معاونین: امۃ الباری ناصر، احمد مبارک، صاحبزادہ جمیل لطیف، صادق باجوہ، محمد صفی اللہ خان، امتیاز راجیکی

لکھنے کا پتہ:

Al-Nur@ahmadiyya.us
Editor Al-Nur, 15000 Good Hope Road
Silver Spring, MD 20905

قرآن کریم میں خلافت کا وعدہ

حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کے الفاظ میں

اللہ جلّ شانہٗ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَاالذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (سورۃ الحجر:10)

یعنی ہم نے ہی اس کتاب کو اتارا اور ہم ہی اس تنزیل کی محافظت کریں گے۔ اس میں اس بات کی تصریح ہے کہ یہ کلام ہمیشہ زندہ رہے گا اور اس کی تعلیم کو تازہ رکھنے والے اور اس کا نفع لوگوں کو پہنچانے والے ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے اور اگر یہ سوال ہو کہ قرآن کے وجود کا فائدہ کیا ہے جس فائدہ کے وجود پر اس کی حقیقی حفاظت موقوف ہے تو اس دوسری آیت سے ظاہر ہے۔

ھُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ ۔۔۔(الجمعہ:3)

اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کے بڑے فائدے دو ہیں جن کے پہنچانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ ایک حکمت فرقان یعنی معارف و دقائق قرآن دوسری تاثیر قرآن جو موجب تزکیہ نفوس ہے اور قرآن کی حفاظت صرف اسی قدر نہیں جو اس کے صحف مکتوبہ کو خوب نگہبانی سے رکھیں کیونکہ ایسے کام تو اوائل حال میں یہود اور نصاریٰ نے بھی کئے یہاں تک کہ توریت کے نقطے بھی گن رکھے تھے بلکہ اس جگہ مع حفاظت ظاہری حفاظت فوائد و تاثیرات قرآنی مراد ہے اور وہ موافق سنت اللہ کے تبھی ہو سکتی ہے کہ جب وقتاً فوقتاً نائب رسول آویں جن میں ظلی طور پر رسالت کی تمام نعمتیں موجود ہوں اور جن کو وہ تمام برکات دی گئی ہوں جو نبیوں کو دی جاتی ہوں جیسا کہ ان آیات میں اسی امر عظیم کی طرف اشارہ ہے اور وہ یہ ہے

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ ص وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا ط یَعْبُدُوْنَنِیْ لَایُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا ط وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ۝)سورۃالنور:56(

پس یہ آیت در حقیقت اس دوسری آیت

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَاالذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ۝ (سورۃ الحجر:۱۰)

کے لئے بطور تفسیر کے واقعہ ہے اور اس سوال کا جواب دے رہی ہے کہ حفاظت قرآن کیونکر اور کس طور سے ہو گی سو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس نبی کریم کے خلیفے وقتاً فوقتاً بھیجتا رہوں گا اور خلیفہ کے لفظ کو اس اشارہ کے لئے اختیار کیا گیا کہ وہ نبی کے جانشین ہوں گے اور اس کی برکتوں میں سے حصہ پائیں گے جیسا کہ پہلے زمانوں میں ہوتا رہا۔ اور ان کے ہاتھ سے برجائی دین کی ہو گی اور خوف کے بعد امن پیدا ہو گا یعنی ایسے وقتوں میں آئیں گے کہ جب اسلام تفرقہ میں پڑا ہو گا پھر ان کے آنے کے بعد جو اُن سے سرکش رہے گا وہی لوگ بدکار اور فاسق ہیں۔ یہ اس بات کا جواب ہے کہ بعض جاہل کہا کرتے ہیں کہ کیا ہم پر اولیاء کا ماننا فرض ہے سو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بیشک فرض ہے اور ان سے مخالفت کرنے والے فاسق ہیں اگر مخالفت پر ہی مریں۔

(روحانی خزائن جلد 6، شہادۃ القرآن، صفحات 338-339)

****

احادیث سے یہ ثابت ہے کہ زمانے تین ہیں

حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام نے فرمایا:

اور یہ کہنا کہ حدیث میں آیا ہے کہ خلافت تیس سال تک ہو گی عجیب فہم ہے جس حالت میں قرآن کریم بیان فرماتا ہے کہ ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ۝وَثُلَّۃٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ۝ (سورۃ الواقعہ: ۴۰۔۴۱) تو پھر اس کے مقابل پر کوئی حدیث پیش کرنا اور اس کے معنی مخالف قرآن قرار دینا معلوم نہیں کہ کس قسم کی سمجھ ہے اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہیئے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لیے آواز آئے گی ھٰذَا خَلِیْفَۃُ اللّٰہ المھدی اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے لیکن وہ حدیث جو معترض صاحب نے پیش کی علماء کو اس میں کئی طرح کا جرح ہے اور اس کی صحت میں کلام ہے کیا معترض نے غور نہیں کی کہ جو آخری زمانہ کی نسبت بعض خلیفوں کے ظہور کی خبریں دی گئی ہیں کہ حارث آئے گا۔ مہدی آئے گا۔ آسمانی خلیفہ آئے گا۔ یہ خبریں حدیثوں میں ہیں یا کسی اور کتاب میں۔ احادیث سے یہ ثابت ہے کہ زمانے تین ہیں۔

اول خلافت راشدہ کا زمانہ پھر فیج اعوج جس میں ملک عضوض ہوں گے اور بعد اس کے آخری زمانہ جو زمانہ نبوت کے نہج پر ہو گا۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا اول زمانہ اور پھر آخری زمانہ باہم بہت ہی متشابہ ہیں اور یہ دونوں زمانے اس بارش کی طرح ہیں جو ایسی خیر وبرکت سے بھری ہوئی ہو کہ کچھ معلوم نہیں کہ برکت اس کے پہلے حصہ میں زیادہ ہے یا پچھلے میں۔

(شہادۃ القرآن، صفحات ۴۱۔۴۲۔ روحانی خزائن جلد ۶، صفحات ۳۳۷۔۳۳۸)

روحانی معلموں کا ہمیشہ کے لئے ہونا اس کے ارادہ قدیمہ میں مقرر ہو چکا ہے

جس طرح پر کہ عقل اس بات کو واجب اور متحتم ٹھہراتی ہے کہ کتب الٰہی کی دائمی تعلیم اور تفہیم کے لئے ضروری ہے کہ ہمیشہ انبیاء کی طرح وقتاً فوقتاً ملہم اور مکلم اور صاحب علم لدنی پیدا ہوتے رہیں اسی طرح جب ہم قرآن پر نظر ڈالتے ہیں اور غور کی نگہ سے اس کو دیکھتے ہیں تو وہ بھی بآواز بلند یہی فرما رہا ہے کہ روحانی معلموں کا ہمیشہ کے لئے ہونا اس کے ارادہ قدیمہ میں مقرر ہو چکا ہے دیکھو اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے

وَ اَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ ط ---(الرعد :18)

الجزو نمبر ۱۳ یعنی جو چیز انسانوں کو نفع پہنچاتی ہے وہ زمین پر باقی رہتی ہے اب ظاہر ہے کہ دنیا میں زیادہ تر انسانوں کو نفع پہنچانے والے گروہ انبیاء ہیں کہ جو خوارق سے معجزات سے پیشگوئیوں سے حقائق سے معارف سے اپنی راستبازی کے نمونہ سے انسانوں کے ایمان کو قوی کرتے ہیں اور حق کے طالبوں کو دینی نفع پہنچاتے ہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ وہ دنیا میں کچھ بہت مدت تک نہیں رہتے بلکہ تھوڑی سی زندگی بسر کر کے اس عالم سے اٹھائے جاتے ہیں لیکن آیت کے مضمون میں خلاف نہیں اور ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ کا کلام خلاف واقع ہو۔ پس انبیاء کی طرف نسبت دیکر معنی آیت کے یوں ہوں گے کہ انبیاء من حیث الظل باقی رکھے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ ظلی طور پر ہر یک ضرورت کے وقت میں کسی اپنے بندہ کو ان کی نظیر اور مثیل پیدا کر دیتا ہے جو انہیں کے رنگ میں ہو کر ان کی دائمی زندگی کا موجب ہوتا ہے اور اسی ظلی وجود کے قائم رکھنے کے لئے خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ دعا سکھائی ہے

اِھْدِ نَاالصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ---(البقرۃ:7)

یعنی اے خدا ہمارے ہمیں وہ سیدھی راہ دکھا جو تیرے ان بندوں کی راہ ہے جن پر تیرا انعام ہے اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کا انعام جو انبیاء پر ہوا تھا جس کے مانگنے کے لئے اس دعا میں حکم ہے وہ درم اور دینار کی قسم میں سے نہیں بلکہ وہ انوار اور برکات اور محبت اور یقین اور خوارق اور تائید سماوی اور قبولیت اور معرفت تامہ کاملہ اور

وحی اور کشف کا انعام ہے اور خدا تعالیٰ نے اس امت کو اس انعام کے مانگنے کے لئے تبھی حکم فرمایا کہ اول اس انعام کے عطا کرنے کا ارادہ بھی کر لیا۔ پس اس آیت سے بھی کھلے کھلے طور پر یہی ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ اس امت کو ظلی طور پر تمام انبیاء کا وارث ٹھہراتا ہے تا انبیاء کا وجود ظلی طور پر ہمیشہ باقی رہے اور دنیا ان کے وجود سے کبھی خالی نہ ہو اور نہ صرف دعا کے لئے حکم کیا بلکہ ایک آیت میں وعدہ بھی فرمایا ہے اور وہ یہ ہے

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْافِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ط ---(العنکبوت:70)

یعنی جو لوگ ہماری راہ میں جو صراط مستقیم ہے مجاہدہ کریں گے تو ہم ان کو اپنی راہیں بتلا دیں گے اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی راہیں وہی ہیں جو انبیاء کو دکھلائی گئیں تھیں۔ پھر بعض اور آیات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ضرور خداوند کریم نے یہی ارادہ فرمایا ہے کہ روحانی معلم جو انبیاء کے وارث ہیں ہمیشہ ہوتے رہیں اور وہ یہ ہیں۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ص ---(سورة النور:56)

--- وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْتَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِىَ وَعْدُاللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ لَايُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ (الرعد:32)

الجزو نمبر ۱۳

--- وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۝ (بنی اسرائیل:16)

یعنی خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے اے مومنان امت محمدیہ وعدہ کیا ہے کہ تمہیں بھی وہ زمین میں خلیفہ کرے گا جیسا کہ تم سے پہلوں کو کیا۔ اور ہمیشہ کفار پر کسی قسم کی کوفتیں جسمانی ہوں یا روحانی پڑتی رہیں گی یا ان کے گھر سے نزدیک آجائیں گی۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ آپہنچے گا۔ اور خدا تعالیٰ اپنے وعدوں میں تخلف نہیں کرتا۔ اور ہم کسی قوم پر عذاب نازل نہیں کرتے جب تک ایک رسول بھیج نہ لیں۔ ان آیات کو اگر کوئی شخص تامل اور غور کی نظر سے دیکھے تو میں کیونکر کہوں کہ وہ اس بات کو سمجھ نہ جائے کہ خدا تعالیٰ اس امت کے لئے خلافت دائمی کا صاف وعدہ فرماتا ہے اگر خلافت دائمی نہیں تھی تو شریعت موسوی کے خلیفوں سے تشبیہ دینا کیا معنی رکھتا تھا اور اگر خلافت راشدہ صرف تیس برس تک رہ کر پھر ہمیشہ کے لئے اس کا دور ختم ہو گیا تھا تو اس سے لازم آتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا ہر گز یہ ارادہ نہ تھا کہ اس امت پر ہمیشہ کے لئے ابواب سعادت مفتوح رکھے کیونکہ روحانی سلسلہ کی موت سے دین کی موت لازم آتی ہے اور ایسا مذہب ہر گز زندہ نہیں کہلا سکتا جس کے قبول کرنے والے خود اپنی زبان سے ہی یہ اقرار کریں کہ تیرہ ۱۳۰۰ سو برس سے یہ مذہب مرا ہوا ہے اور خدا تعالیٰ نے اس مذہب کے لئے ہر گز یہ ارادہ نہیں کیا کہ حقیقی زندگی کا وہ نور جو نبی کریم کے سینہ میں تھا وہ توارث کے طور پر دوسروں میں چلا آوے۔ افسوس کہ ایسے خیال پر جمنے والے خلیفہ کے لفظ کو بھی جو استخلاف سے مفہوم ہوتا ہے تدبّر سے نہیں سوچتے کیونکہ خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو اس واسطے رسول کریم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ در حقیقت رسول کا ظلّ ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے پس جو شخص خلافت کو صرف تیس برس تک مانتا ہے وہ اپنی نادانی سے خلافت کی علت غائی کو نظر انداز کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تو ہر گز نہیں تھا کہ رسول کریم کی وفات کے بعد صرف تیس برس تک رسالت کی برکتوں کو خلیفوں کے لباس میں قائم رکھنا ضروری ہے پھر بعد اس کے دنیا تباہ ہو جائے تو ہو جائے کچھ پرواہ نہیں بلکہ پہلے دنوں میں تو خلیفوں کا ہونا بجز شوکت اسلام پھیلانے کے کچھ اور زیادہ ضرورت نہیں رکھتا تھا کیونکہ انوار رسالت اور کمالات نبوت تازہ بتازہ پھیل رہے تھے اور ہزارہا معجزات بارش کی طرح ابھی نازل ہو چکے تھے اور اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو اس کی سنت اور قانون سے یہ بھی بعید نہ تھا کہ بجائے ان چار خلیفوں کے اس تیس برس کے عرصہ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کو ہی بڑھا دیتا اس حساب سے تیس برس کے ختم ہونے تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کل ۹۳ برس کی عمر تک پہنچتے اور یہ اندازہ اس زمانہ کی مقررہ عمروں سے نہ کچھ زیادہ اور نہ اس قانون قدرت سے کچھ بڑھ کر ہے جو انسانی عمروں کے بارے میں ہماری نظر کے سامنے ہے۔ پس یہ حقیر خیال خدا تعالیٰ کی نسبت تجویز کرنا کہ اس کو صرف اس امت کے تیس ۳۰ برس کا ہی فکر تھا اور پھر ان کو ہمیشہ کے لئے ضلالت میں چھوڑ دیا اور وہ نور جو قدیم سے انبیاء سابقین کی امت میں خلافت کے آئینہ میں وہ دکھلاتا رہا اس امت کے لیے دکھلانا اس کو منظور نہ ہوا۔ (روحانی خزائن جلد 6 شہادۃ القرآن، صفحات 351-354)

خلاصہ جات خطبات جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

۲۰/ جنوری ۲۰۱۷ء

ہم میں سے کون نہیں جانتا کہ مسلمانوں پر نماز فرض ہے۔ قرآن کریم میں متعدد جگہ نماز کی اہمیت مختلف حوالوں سے بیان کر کے اس طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ نماز عبادت کا مغز ہے۔ پھر بچوں کو بھی نماز کا پابند بنانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اگر ماں باپ ہی نمازوں کے پابند نہ ہوں گے تو بچوں کو کس طرح کہہ سکتے ہیں یا اگر بچے اپنے اجلاسوں یا مختلف ذریعوں سے یہ حدیث سن لیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سن لیں لیکن گھر میں وہ اپنے باپوں کو نمازوں کا پابند نہ دیکھیں تو ان پر کیا اثر ہو گا؟ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کو بھیجا جنہوں نے ہمیں عبادتوں اور نمازوں کا صحیح اِدراک پیدا کرنے کی طرف رہنمائی فرمائی۔ بیشک ایک حقیقی مومن پر نماز فرض ہے اور اس بات کا اسے خود خیال رکھنا چاہیئے لیکن جماعت میں ایک نظام بھی قائم ہے اس نظام کو بھی اس طرف توجہ دلاتے رہنا چاہیئے۔ اس کی حقیقت واضح کرتے رہنا چاہیئے۔ مَیں اکثر خطبات میں اس طرف توجہ دلاتا رہتا ہوں۔ کسی نہ کسی حوالے سے نمازوں کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ لیکن پھر اسے آگے پھیلانا مربیان اور نظام جماعت کا کام ہے کہ توجہ دلائیں۔ ہر فرد جماعت تک نماز کی اہمیت کا پیغام بار بار پہنچائیں۔ حقیقت میں تو ہم احمدی ہونے کا حق اس وقت ادا کر سکیں گے جب ہم اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہوئے ان سے روحانی حظّ اٹھانے والے ہوں گے۔ جب اپنی خواہشات پوری ہو جائیں جب مشکلات سے نکل جائیں تو پھر بہت سارے ایسے ہیں جن کی نمازوں میں، عاجزانہ دعاؤں میں سستی پیدا ہو جاتی ہے۔ ایک مومن کو تو معاشرے کے عمومی حالات بھی جو ہیں وہ بھی درد پیدا کرنے والے ہونے چاہئیں اور جب یہ درد کی کیفیت ہوتی ہے تو پھر درد سے دعائیں بھی نکلتی ہیں۔ پاکستان میں مثلاً جماعتی حالات بہت خراب ہیں۔ ہر طرف سے افراد جماعت کے خلاف نفرتوں کے تیر برسائے جا رہے ہیں۔ بغضوں اور کینوں کے اظہار ہو رہے ہیں۔ مُلّاؤں کے خوف سے یا ان کی باتوں سے غلط فہمی پیدا ہونے کی وجہ سے پرانے تعلق والے غیر از جماعت بھی بعض جگہ مخالفتوں میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ عمومی طور پر بھی دیکھیں تو ان ظلموں کی انتہا ہو چکی ہے۔ ایسے میں پاکستان میں تو ہر احمدی کو جہاں لذت و سرور والی نمازیں پڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے وہاں مسجدوں کو آباد کرنے کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے۔ ایسا خطبہ سننے کا کیا فائدہ جس سے ہماری توجہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف نہ ہو اور اس بنیادی فرض کی طرف نہ ہو جو انتہائی ضروری ہے۔ میں تو ہر دوسرے تیسرے خطبہ میں نماز باجماعت یا عبادت کے بارے میں بات کرتا ہوں۔ اگر اس کا اثر ہی نہیں ہونا تو صرف تعداد کی خانہ پوری کرنے کا تو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ پاکستان میں جیسے احمدیوں کے حالات مَیں نے بیان کئے ہیں اگر اس کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ پیدا نہیں ہو گی تو پھر کب ہو گی؟ کیا ہم اللہ تعالیٰ کا نعوذ باللہ امتحان لینا چاہتے ہیں کہ ہم نے تو ایسے ہی رہنا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے کہ ہمارے حالات بدلے۔ پس پاکستان کے ہر احمدی کو اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے کامیابیاں سونے سے نہیں ملیں گی۔ کامیابیاں لاپرواہی سے نہیں ملیں گی۔ کامیابیاں سرحدوں پر گھوڑے باندھنے اور چھاؤنیاں قائم کرنے سے ملیں گی۔ بعض جماعتوں میں نمازوں کی اچھی حاضری ہوتی ہے لیکن پھر کوئی نہ کوئی نماز کسی نہ کسی کی ضائع ہو رہی ہوتی ہے اور کئی ایسے ہیں جو بعض دفعہ ایک آدھ نماز نہیں بھی پڑھتے۔ اور اس کی ایک وجہ جیسا کہ میں نے کہا یہ بھی ہے کہ نظام اس کی طرف توجہ نہیں دلاتا اور نظام کی بھی دوسری ترجیحات ہیں۔ اگر لذت و سرور پیدا کرنے والے نمازی پیدا ہو جائیں گے تو مالی نظام خود بخود ٹھیک ہو جائے گا کیونکہ تقویٰ کا معیار بڑھنے سے ہی مالی قربانی کی طرف بھی توجہ پیدا ہوتی ہے۔ اور یہی نہیں بلکہ امور عامہ اور قضا کے جو مسائل ہیں وہ بھی بہت حد تک حل ہو جائیں گے بلکہ اگر سارے نمازیں صحیح طرح ادا کرنی شروع کر دیں تو باقی شعبہ جات بھی ایکٹو (active) ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پر ایمان کے بعد قیام نماز کا حکم دیا ہے۔ پس ہر احمدی مرد کو بھی، عورت کو بھی اپنی نمازوں کی حفاظت اور مردوں کو خاص طور پر باجماعت نماز کی ادائیگی کی طرف بہت توجہ دینی چاہئے۔ اگر اللہ تعالیٰ پر کامل یقین ہے تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ سستی ہو۔ پس آج دنیا کے جو حالات ہو رہے ہیں ان کے بد اثرات سے اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف خالص ہو کر جھکنا بہت ضروری ہے اور اس جھکنے کا بہترین ذریعہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہی بتایا ہے کہ اپنی نمازوں

کی ادائیگی اور حفاظت کی طرف ہم توجہ دیں۔ قرآن مجید، احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے نماز کی اہمیت اور مردوں کے لئے بالخصوص نماز باجماعت کے قیام کی طرف خصوصی توجہ دینے کے لئے افراد جماعت اور نظام جماعت کو تاکیدی ہدایات۔

۲۷/ جنوری/ ۲۰۱۷ء

انتظامیہ کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہر کام کے اعلیٰ نتائج پیدا کرنے کے لئے مستقل مزاجی شرط ہے۔ شروع میں تو ہم میں سے بہت سے ایسے ہیں جو بڑے جوش سے کام شروع کرتے ہیں لیکن پھر کچھ عرصے بعد سستی پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ یہ انسانی فطرت بھی ہے۔ افراد میں سستی پیدا ہونی اتنے خطرناک نتائج پیدا نہیں کرتی گو کہ یہ بھی بہت قابل فکر بات ہے لیکن نظام میں سستی پیدا ہونا تو انتہائی خطرناک ہے۔ اگر افراد کو توجہ دلانے والا نظام ہی سست ہو جائے یا اپنے کام میں عدم دلچسپی کا اظہار کرنے لگ جائے تو پھر افراد کی اصلاح بھی مشکل ہو جاتی ہے۔ ذیلی تنظیمیں بھی اور جماعتی نظام بھی اپنے کام اور خاص طور پر وہ کام جس کو اللہ تعالیٰ نے ہمارا مقصد پیدائش قرار دیا ہے اس میں ایسی منصوبہ بندی کریں اور ایسا پروگرام بنائیں کہ وقت کے ساتھ سستی اور کمزوری کی بجائے ہر دن ترقی کی طرف لے جانے والا ہو۔ ہماری عبادتوں کی ترقی ہی ہمیں کامیابیاں دلانے والی ہے۔ پس یہ بہت اہم چیز ہے۔ تمام نظام کو اس بارے میں بہت سنجیدہ ہونے کی ضرورت ہے۔ لجنہ اماء اللہ کو بھی اس بارے میں اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔ بچوں کی نمازوں کی گھروں میں نگرانی کرنا اور انہیں نمازوں کی عادت ڈالنا اور مردوں اور نوجوانوں کو مسجدوں میں جانے کے لئے مسلسل توجہ دلاتے رہنا یہ عورتوں کا کام ہے۔ اگر عورتیں اپنا کردار ادا کریں تو یہ غیر معمولی تبدیلی پیدا ہو سکتی ہے۔ میں یہاں ایسے لوگوں کی درستی کرنا چاہتا ہوں جو یہ کہتے ہیں کہ نہ ہمیں نمازوں کے متعلق کہو، نہ پوچھو کیونکہ یہ ہمارا اور خدا کا معاملہ ہے۔ کئی عورتوں کی شکایت آتی ہے کہ اگر ہم اپنے خاوندوں کو توجہ دلائیں تو وہ لڑنا شروع ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو میں کہتا ہوں کہ یہ بیشک بندے اور خدا کا معاملہ ہے لیکن توجہ دلانا اور پوچھنا نظام جماعت کا کام ہے۔ اسی طرح بیویوں کا بھی کام ہے بلکہ فرض ہے۔ جس نظام سے اپنے آپ کو منسلک کر رہے ہیں اگر وہ اپنی جماعت کا جائزہ لینے کے لئے نمازوں کی ادائیگی کے بارے میں استفسار کرتا ہے تو بجائے چڑنے اور غصہ میں آنے کے تعاون کرنا چاہئے۔ نمازوں سے متعلق بعض مسائل مثلاً رفع یدین، فاتحہ خلف الامام، آمین بالجہر، قیام کے دوران ہاتھ کہاں باندھنے چاہئیں، تشہد میں انگلی اٹھانے، رکوع و سجود میں قرآنی دعائیں پڑھنے، رکوع میں شامل ہونے پر رکعت مکمل ہونے، قضا نماز کی صورت میں نمازوں کی ادائیگی میں ترتیب کا خیال رکھنے، نماز سے قبل و بعد سنتوں کی ادائیگی، امامت کو بطور پیشہ اپنانے، غیر احمدی امام کے پیچھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکفر و مکذب کے پیچھے نماز پڑھنے جیسے فقہی امور سے متعلق اس زمانہ کے حَکَم و عدل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے احباب جماعت کی رہنمائی۔ الجزائر میں احمدیوں کی شدید مخالفت، پولیس اور عدلیہ کی طرف سے بے انصافی اور ظالمانہ کارروائیوں کا تذکرہ اور الجزائر کے احمدیوں کے لئے خصوصی طور پر دعا کی تحریک۔ اللہ تعالیٰ وہاں احمدیوں کے لئے آسانیاں پیدا فرمائے اور انہیں ثبات قدم بھی عطا فرمائے اور مخالفین اور جو دشمن اسلام ہیں، جو دشمن احمدیت ہیں وہ جو حرکتیں کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کے شر ّان پر الٹائے اور اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ان ظالموں سے اپنی پناہ میں رکھے۔

۳/ فروری/ ۲۰۱۷ء

آج بنگلہ دیش کا جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بنگلہ دیش بھی بڑی مخلص جماعت ہے۔ یہ بھی وہ ملک ہے جس میں وہاں کے احمدیوں نے جان کی قربانی بھی دی ہے۔ اسی طرح سیرالیون میں بھی آج جلسہ سالانہ شروع ہوا ہے۔ ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ جس مقصد کے لئے یہ جلسے منعقد ہوتے ہیں اس مقصد کی روح کو ہم سمجھنے والے ہوں اور پھر حاصل کرنے والے ہوں، چاہے وہ دنیا کے کسی ملک میں ہے۔ دنیا کے ہر احمدی کو ہر وقت یہ مقصد اپنے سامنے رکھنا چاہئے کیونکہ یہ صرف تین دن کا مقصد نہیں ہے بلکہ ایک احمدی مسلمان کی تمام زندگی کا مقصد ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے جلسہ سالانہ کے بعض مقاصد کا تذکرہ اور اس حوالہ سے اہم نصائح۔ آج جبکہ اسلام کو ہر جگہ بدنام کیا جا رہا ہے خود مسلمان ممالک

میں مسلمان مسلمان کے خون کا پیاسا ہے اور مسلمان کے عمل اسلام کی تعلیم سے دُور جا چکے ہیں ایسے میں ہم احمدیوں نے ہی دنیا کو اسلام کی خوبصورت تعلیم سے آگاہ کرنا ہے اور اس کے لئے سب سے ضروری چیز اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور جھک کر دعائیں کرنی ہیں۔ اپنے کاموں میں برکت کے لئے اللہ تعالیٰ سے ہی مانگنا ہے۔ اور پھر حسن اخلاق کے اپنے عملی نمونے بھی قائم کرنے ہیں تا کہ دنیا کو نظر آئے کہ اگر اسلام کی تعلیم کے مطابق عبادتوں کے اعلیٰ معیار دیکھنے ہیں تو احمدیوں میں دیکھو۔ اگر اسلام کی تعلیم کے مطابق حقوق العباد کے اور حُسنِ خُلق کے اعلیٰ معیار دیکھنے ہیں تو احمدیوں میں دیکھو۔

۱۰؍فروری ۲۰۱۷ء

اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کا قرب پانے اور اس کے دین کو سمجھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کو مسیح موعود اور مہدی معہود کا مقام دے کر بھیجا اور دنیا کو کہا کہ اپنی سچی اور حقیقی تڑپ اور تسکین کے سامان کرنے کے لئے مسیح موعودؑ کی بیعت میں آؤ۔ اللہ تعالیٰ کے قرب کے راستوں کو حاصل کرو۔ اپنی عبادتوں کی حقیقت کو پاؤ۔ اپنی دعاؤں کی قبولیت کے نظارے دیکھو۔ اللہ تعالیٰ مختلف طریق سے تڑپ رکھنے والوں کی سچائی کی طرف رہنمائی فرماتا ہے اور ان کے ایمانوں میں اضافہ کرتا ہے۔ جماعت احمدیہ کا ماضی بھی اور حال بھی ایسے واقعات سے بھرا پڑا ہے اور ہر روز دنیا کے کسی نہ کسی گاؤں، شہر اور ملک میں ایسے واقعات ہو رہے ہوتے ہیں جو نہ صرف ان نئے ہدایت پا کر حضرت مسیح موعودؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہونے والوں کے ایمانوں میں اضافے کا موجب بنتے ہیں اور ان میں مضبوطی پیدا کرتے ہیں بلکہ پرانے احمدیوں اور پیدائشی احمدیوں کے ایمانوں کو بھی تازہ کرتے ہیں اور ان کے ایمانوں میں اضافے کا باعث بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سعید فطرت اور حق کی متلاشی روحوں کی حق و صداقت کی طرف ہدایت اور راہنمائی اور تائید و نصرت کے روح پرور واقعات کا تذکرہ۔ مجھے کئی لوگ خط لکھتے ہیں کہ ہم نے جس طرح اللہ تعالیٰ سے تسلی پا کر اور نشان دیکھ کر بیعت کی ہے اور احمدیت کو قبول کیا ہے ہمارے ایمان کو کوئی بھی نہیں ہلا سکتا۔ ہمیں کسی مزید دلیل کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ مختلف ذرائع سے دین کو سمجھنے اور سچائی کے پانے کے لئے راستے کھولتا ہے۔ کبھی خوابوں کے ذریعہ سے اور کبھی تبلیغ کے ذریعہ سے۔ کبھی کسی کو جماعت احمدیہ کی طرف سے اسلام کی حقیقی تعلیم کے بارے میں کوئی کتاب یا لٹریچر مل جائے تو اسے پڑھ کر۔ کبھی کوئی کسی احمدی کے اخلاق سے متاثر ہو کر احمدیت اور حقیقی اسلام قبول کرتا ہے۔ آج کل بہت سے لوگ جو ایم ٹی اے کے ذریعہ بھی حقیقی اسلام کا علم پا کر احمدیت میں داخل ہوتے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کا یہ کام ہے کہ درد کے ساتھ اسلام کی حقیقی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے اور ہر شخص تک پہنچانے کے لئے دعائیں بھی کریں اور کوشش بھی کریں۔ یہ کام آج مسیح محمدی کے غلاموں کا ہی ہے کہ اسلام کا پیغام پہنچائیں۔ ہمارا کام تو اللہ تعالیٰ خود آسان کر رہا ہے۔ کسی کو خواب کے ذریعہ سے تو کسی کو کسی اور ذریعہ سے رہنمائی کر رہا ہے۔ پس اگر ہم نے حق بیعت ادا کرنا ہے تو ہمیں حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام کے مددگاروں میں بننے کی کوشش کرنی چاہئے۔

۱۷؍فروری ۲۰۱۷ء

۲۰؍فروری کا دن جماعت میں پیشگوئی مصلح موعود کے حوالے سے جانا جاتا ہے۔ یہ ایک بڑی عظیم الشان پیشگوئی ہے جس میں حضرت مسیح موعودؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک عظیم بیٹے کی پیدائش کی خبر دی گئی جس کی بے شمار خصوصیات بیان کی گئیں۔ جس کی لمبی عمر پانے کی خبر بھی تھی اور حضرت مسیح موعودؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قائم کردہ جماعت کی مصلح موعود کے دَور میں غیر معمولی ترقیات کی پیشگوئی بھی تھی۔ اور جماعت احمدیہ کی تاریخ گواہ ہے کہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود کے ۵۲ سالہ دَورِ خلافت میں اس پیشگوئی کی تمام جزئیات لفظاً لفظاً پوری ہوئیں۔ ایک انصاف پسند کے لئے، ایک روحانی لحاظ سے بینا آنکھ رکھنے والے کے لئے یہی ایک پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ پیشگوئی کے الفاظ روح حق سے مشرّف ہونے کے حوالہ سے حضرت مصلح موعودؓ کے بعض اقتباسات کی روشنی میں ایمان افروز تفصیلات کا تذکرہ۔ آئندہ دنوں میں جماعتوں میں اس پیشگوئی کے حوالے سے جلسے بھی ہوں گے، افراد جماعت کو ان میں زیادہ سے زیادہ شامل ہونا چاہئے۔ ایم ٹی اے پر بھی پروگرام آ رہے ہیں انہیں سننا چاہیے تا کہ اس پیشگوئی کا گہرائی میں علم بھی ہو۔ اس پیشگوئی میں بیشمار نشانات ہیں۔ اور بڑی شان سے وہ تمام نشانات ہیں جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں پورے ہوئے ہیں۔

۲۴؍فروری ۲۰۱۷ء

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آج کل دنیا میں ہر جگہ فتنہ و فساد برپا ہے اور مسلمانوں کو اس کا ذمہ دار ٹھہرایا جاتا ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ بعض مسلم تنظیمیں ایسے کام بھی کر رہی ہیں لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ایک منصوبہ بندی کے تحت ایسا کیا جارہا ہے۔ بیشک احمدیوں کو جاننے والے ہمیں امن پسند تسلیم کرتے ہیں لیکن عام حالات میں ہم احمدی بھی اس کا نشانہ بنتے ہیں۔ اور اسکی مثالیں ہم جرمنی، ہالینڈ اور امریکہ میں دیکھتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ مسلم ممالک میں بھی ہمیں مسیح موعودؑ اور امام مہدی کو ماننے کی وجہ سے دشمنی کا سامنا ہے۔ پاکستان میں تو یہ عام تھا ہی اب الجزائر میں بھی ایسے حالات پیدا ہوگئے ہیں اور احمدیوں کو جیلوں میں ڈالا جارہا ہے۔ ایسے حالات میں ہم احمدیوں کو کیا کرنا چاہئے؟ ان حالات میں اللہ تعالیٰ کے رحم کو کھینچنے کے لئے نماز اور دعا اور استغفار اور صدقات ہی ہمارے ہتھیار ہیں۔ عام طور پر لوگ اپنی دنیوی مصروفیات کے باعث استغفار اور صدقات کا حق ادا نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں توبہ و استغفار قبول کرتا ہوں اور اس طرح تمہاری بے چینیاں دور کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ صدقہ کا تعلق صدق سے ہے یعنی بندے کا خدا سے صدق اور سچائی کے تعلق کا اظہار ہے اور فرمایا کہ دعا سے دل میں سوز اور رقت پیدا ہوتی ہے۔ پس دعا اور توبہ سے دل میں ایک درد پیدا ہونا چاہئے اور ہماری توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہونی چاہئے۔ پھر ایک حدیث قدسی میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب میرا بندہ ایک قدم میری طرف آتا ہے تو میں اسکی طرف دو قدم آتا ہوں۔ جب بندہ چل کر میری طرف آتا ہے تو میں بھاگ کر اسکی طرف جاتا ہوں۔ پس دعاؤں کی قبولیت اور صدقات کی قبولیت پر ایمان ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ انکے ذریعہ مشکلات سے نکالتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ استغفار کے متعلق فرماتے ہیں کہ گناہ کا کیڑا انسان کے خون میں ملا ہوا ہے اور اس کا علاج استغفار ہے۔ استغفار یہ ہے کہ جو گناہ ہم کر چکے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے بداثرات سے دور رکھے اور جن گناہوں کی ہم میں طاقت ہے وہ ظہور پذیر ہی نہ ہوں اور اندر ہی جل جائیں۔ یاد رکھو کہ توبہ و استغفار سے اللہ تعالیٰ کا آنے والا عذاب ٹل جاتا ہے۔ تمام مذاہب اور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں سے یہ متفق ہے کہ صدقہ و دعا سے بلا ٹل جاتی ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ ابھی تو ہم چھوٹے عذاب دیکھ رہے ہیں لیکن دنیا میں جو حالات پیدا ہو رہے ہیں اس وقت میں ہماری ذمہ داری ہے کہ اپنے ساتھ ساتھ دنیا کے حالات کے لئے بھی صدقہ و دعا کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیکیوں پر عمل اور برائیوں سے دور رہنا بھی صدقہ ہے۔ فرمایا کہ آگ سے بچو خواہ آدھی کھجور صدقہ میں دو۔ فرمایا کہ سچی توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔ اپنے گناہوں سے توبہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے ہم دعا کی حقیقت کو سمجھنے والے ہوں اور خالص ہو کر خدا کے سامنے جھکنے والے ہوں اپنے پچھلے گناہوں کی بخشش اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے طلب کرنے والے ہوں اور آئندہ کے لئے گناہوں سے بچیں۔ بلاؤں کو دور کرنے کے لئے صدقات دینے والے ہوں جو خدا کے ہاں مقبول ہوں اللہ تعالیٰ ہم کو ہمیشہ دشمن سے بچائے اور ان کے حملے ان پر الٹائے اور ہم ان میں شمار ہوں جو اس کا خوف دل میں رکھنے والے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں کے وارث ہوں۔ آمین۔ آخر پر حضورِ انور نے ایک نومبائع عرب خاتون سعداء برتاوی صاحبہ کی نمازِ جنازہ پڑھائی جو ۱۰ جنوری ۲۰۱۷ء کو دمشق میں وفات پا گئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

۳؍مارچ ۲۰۱۷ء

حضورِ انور نے فرمایا کہ رشتوں کے معاملات اور عائلی مسائل گھروں میں پریشانی کا باعث بنتے ہیں۔ اور ان وجوہات کی وجہ سے بعض اوقات اولاد بھی راہِ راست سے ہٹتی چلی جاتی ہے۔ بعض اوقات پڑھائی کی وجہ سے لڑکیوں کے رشتہ کو دیر سے کیا جاتا ہے اور بعض اوقات لڑکیوں کی سہیلیاں وغیرہ عورتوں کو ان ممالک میں حقوق کے نام پر غلط مشورے دیتی ہیں۔ بعض اوقات تو پاکستان سے آنے والی لڑکیاں بھی غلط خواہشات کرتی ہیں۔ اور ایسی ہی برائیاں بلکہ اس سے بڑھ کر لڑکوں میں پائی جاتی ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ قولِ سدید یعنی سیدھی بات نہیں کی جاتی۔ دونوں طرف سے غلطیاں ہوتی ہیں۔ بہر حال عائلی مسائل بچوں پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔ بعض اوقات غلط توقعات رکھی جاتی ہیں مثلاً نئے گھر کی خواہش۔ ماں باپ کی بے جا دخل اندازی ہوتی ہے۔ بعض اوقات غلط وجوہات کی وجہ سے لڑکیوں کو طعنہ دیا جاتا ہے مثلاً رنگ یا قد کی وجہ سے یا ملازمت کے باعث۔ شکووں کا یہ سلسلہ دونوں طرف سے چلتا چلا جاتا ہے اور

صرف بیگانہ باتیں ہوتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دین سے دوری ہے اور دنیا داری میں دلچسپی ہے۔ ہمیں دینی تعلیمات کی روشنی میں ہی اس کا حل تلاش کرنا ہوگا۔ ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہے۔ اور خاص طور پر شادی کے معاملات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تاکید کی ہے۔ مثلاً فرمایا کہ شادی کے وقت خاندان، خوبصورتی، مال و دولت چھوڑ کر جس بات کو ترجیح دینی چاہئے وہ یہ ہے کہ دینی عورت سے شادی کی جائے۔ پھر استخارہ کا بھی حکم ہے کہ رشتوں سے پہلے استخارہ کر لیا کرو اگر وہ رشتہ درست نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ کوئی روک پیدا کر دے۔ نکاح پر پڑھی جانے والی آیات پر ہمیشہ غور کرتے رہنا چاہئے کہ کس طرح تقویٰ کی نصیحت ہے، رحمی رشتہ داروں کا لحاظ رکھنے کی نصیحت ہے اور قولِ سدید کا حکم ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے کہ رشتوں میں خاندانوں کو نہیں دیکھنا چاہئے بلکہ تقویٰ کو دیکھنا چاہئے۔ ہاں کفو کو دیکھنا چاہئے۔ کفو کا مطلب ہے کہ حالات کو دیکھ لیا جائے اور مناسب جگہ پر رشتہ کیا جائے۔ حضور علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر کفو اپنے خاندان میں موجود ہو تو اسے ترجیح دینی چاہئے لیکن یہ فرض نہیں ہے۔ اسی طرح لڑکی دیکھنا یا لڑکیوں کے گھر جانا بھی سنتِ رسولؐ سے ثابت ہے لیکن فضول باتوں میں ملوث نہیں ہونا چاہئے اور بلا وجہ بات کو لٹکانا بھی نہیں چاہئے۔ لڑکیوں کو جذباتی تکلیف نہیں پہنچانی چاہئے۔ بعض اوقات لڑکے کے علیحدہ گھر نہ ہونے کی وجہ سے مسئلہ بنتا ہے۔ اگر لڑکے کے حالات ایسے نہ ہوں تو لڑکی والوں کو صبر کرنا چاہئے۔ بعض اوقات لڑکے کے ماں باپ کے پریشر کی وجہ سے بغیر کسی وجہ کے علیحدہ گھر نہیں لیتے۔ اس بارہ میں اسلامی تعلیم یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اسلام نے گھر علیحدہ ہونے کی تلقین کی ہے۔ سو اگر کوئی جائز مجبوری نہ ہو تو گھر علیحدہ ہونا چاہئے۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے فرمایا ہے کہ قرآن نے عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ کا حکم دیا ہے یعنی احسن رنگ میں عورتوں کے ساتھ رہو۔ اگر کوئی برائی بھی دیکھو تو صبر کرو۔ پھر مردوں کی دوسری شادی کی خواہش کی وجہ سے بعض مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ اس کے متعلق بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ایسا مجبوری میں کرنا چاہئے۔ صرف اپنی نفسانی اغراض پوری کرنے کے لئے ایسا کرنا غلط طریقہ کار ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام احمدیوں کو ہدایت دے کہ وہ تقویٰ اور دین کے مطابق ان مسائل کو حل کریں اور دنیاداری سے وہ بچتے چلے جائیں۔ حضورِ انور نے چار نمازِ جنازہ پڑھائیں۔ 1۔ محمد نواز صاحب آف جرمنی۔ 2۔ مکرم سید رفیق صاحب آف یوکے۔ 3۔ ڈاکٹر مرزا لئیق احمد صاحب۔ 4۔ امین اللہ صاحب آف امریکہ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۱۰/مارچ ۲۰۱۷ء

تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے فضل سے مختلف ممالک میں اب جامعہ احمدیہ قائم ہو چکے ہیں جہاں سے مربیان تیار ہو رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے یہاں مغربی معاشرے میں پڑھ کر پھر اپنے آپ کو جامعہ کے لئے پیش کیا۔ اپنے آپ کو وقف کر کے اللہ تعالیٰ کے دین کے سپاہیوں میں شامل ہو کر دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا وعدہ پورا کیا ہے۔ جماعت کو مربیان کی بہت زیادہ ضرورت ہے اور یہ ضرورت بڑھتی جا رہی ہے۔ اس لئے زیادہ سے زیادہ والدین کو اور خاص طور پر واقفین نو کے والدین کو اس کے لئے اپنے بچوں کو تیار کرنا چاہئے۔ ہمارے انٹرنیشنل جامعات اب پاکستان، انڈیا، کینیڈا، جرمنی، گھانا، یوکے اور انڈونیشیا میں ہیں۔ خاص طور پر واقفین نو لڑکوں کو جامعہ احمدیہ میں جانا چاہئے۔ بعض دفعہ دیکھا گیا ہے کہ مربیان اور عہدیداران آپس میں پورا تعاون نہیں کرتے اور پورے طور پر ایک دوسرے کی عزت نہیں کرتے۔ مربیان کو یاد رکھنا چاہئے کہ انتظامی لحاظ سے جو بھی ان کے اوپر ہے اس کی بہر حال اطاعت کرنی ہے اور نمونہ دکھانا ہے اور صدران اور امراء کا بھی یہ کام ہے کہ مربیان کی عزت و احترام قائم کریں اور ان کو بھی تعاون اور مشورہ کے ساتھ چلنا چاہئے۔ پس آپس میں مل کر کام کرنا چاہئے۔ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى کو مدّ نظر رکھنا چاہئے۔ ہم سب کا مقصد تو ایک ہی ہے اور وہ یہ ہے کہ ممبرانِ خلافت سے تعلق پیدا کرنا اور تبلیغ کے ذریعہ توحید پھیلانا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کوئی جماعت اس وقت تک جماعت نہیں ہو سکتی جب تک طاقتور لوگ کمزوروں کی مدد نہ کریں۔ پس اس روح کو ذہن میں رکھ کر مربیان اور عہدیداران کو کام کرنا چاہئے۔ اگر آپس کا تعاون نہ ہو تو شیطان مختلف رنگ میں اس جماعت میں بے چینیاں پیدا کرتا ہے۔ عمومی طور پر کوئی اختلافات نہیں پائے جاتے۔ ایسا بہت ہی کم ہوتا ہے۔ ان باتوں کے بتانے کا مقصد صرف یہ ہے کہ مربیان اور عہدیداران کو واضح طور پر اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہو اور تا کوئی مسئلہ پیدا نہ ہو۔ پس احباب

جماعت کی علمی اور عملی تربیت دونوں نے مل کر عاجزی اختیار کرتے ہوئے کرنی ہے۔ واقفین زندگی کا ادب کرنے سے آئندہ مربیان کا حصول بھی آسان ہو گا۔ گو خدا تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں تحریک پیدا کرتا ہے لیکن یہ تو انسانی فطرت ہے۔ اگر نوجوان جماعتوں میں واقفین زندگی کی عزت ہوتے ہوئے دیکھیں گے تو ان کی بھی اس طرف توجہ پیدا ہو گی۔ ہر جماعتی ممبر سے محبت سے بات کریں۔ جماعتی خدمت کو اپنے لئے ایک عزت سمجھیں اور خلیفۂ وقت کی توقعات کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آتا ہے کہ ہمیشہ مسکرا کر ملتے تھے۔ اسی طرح معاملات کو جلدی نپٹایا کریں تا لوگوں کو شکایات پیدا نہ ہوں اور اگر تاخیر ہو رہی ہے تو فریقین کو بتا دینا چاہئے تا ان کو برا محسوس نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ قیامت کے دن منصف حاکم اللہ کا محبوب اور غیر منصف حاکم خدا تعالیٰ سے دور ہو گا۔ پس اپنی ذمہ داریوں کو تقویٰ اور عاجزی سے پورا کرنا چاہئے۔ اسی طرح اگر کوئی عہدیداران کے خلاف کوئی شکایت کرے تو آپ کے اندر بات سننے کا حوصلہ ہونا چاہئے اور اپنا جائزہ لینا چاہئے۔ اسی طرح جماعتی ممبران کو تقویٰ میں بڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے اسی طرح ان کو تقویٰ شعار عہدیداران بھی ملیں گے۔ آخر میں حضورِ انور نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہمارا ہر کام اللہ کی رضا کے لئے ہو۔ ہم اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کی جماعت میں شمولیت کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جو توقعات ہیں ان پر پورا اترنے والے ہوں۔ فرمایا خدا چاہتا ہے کہ تم ایک ایسی جماعت بنو جو تقویٰ پر بڑھنے والی ہو۔ تمہاری مجلسوں میں ناپاکی اور ہنسی ٹھٹھے نہ ہوں۔ نیک دل اور پاک خیال ہو کر زمین پر چلو۔ اللہ کرے کہ ہم اپنی حالتوں کو اس کے مطابق بناتے ہوئے اللہ کی رحمت کے سائے میں آنے والے ہوں۔ آمین

۱۷/مارچ ۲۰۱۷ء

تشہد و سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آج کل ہم دیکھتے ہیں کہ مغربی دنیا میں نسل پرست سیاسی جماعتوں کی پذیرائی بڑھتی جا رہی ہے۔ تجزیہ نگار اس کا الزام بائیں بازو کی حکومتوں کی امیگریشن پالیسی اور مسلمانوں پر ڈالتے ہیں کہ مسلمان ان ممالک میں آ کر ہمارے اندر جذب نہیں ہوتے اور اپنے مذہب پر جو ان کے خیال میں شدت پسند مذہب ہے اس پر عمل کرتے ہیں۔ عجیب مضحکہ خیز باتیں کرتے ہیں کہ مثلاً مساجد کے مینار، عورتوں کا حجاب، مردوں کا عورتوں سے اور عورتوں کا مردوں سے مصافحہ نہ کرنا ہمارے لئے خطرہ ہیں۔ ہاں یہ بات ان کی صحیح ہے کہ مسلم ممالک میں شدت پسندی پائی جاتی ہے اور اس کا الزام مسلمانوں پر پڑتا ہے۔ لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ مسلم ممالک میں ان گروہوں کو ہتھیار مغربی ممالک سے ہی ملتے ہیں۔ مسلمانوں کو نقصان ہمیشہ اپنی ہی کمزوریوں اور اسلامی تعلیمات کو بھولنے کی وجہ سے پہنچا ہے۔ انہوں نے اس شخص کو نہیں مانا جس کے ہاتھ پر اسلام کی نشاۃ ثانیہ مقدر ہے۔ نہ صرف اُس پر ایمان نہیں لائے بلکہ ہر مسلم ملک میں اس کی اور اس کے ماننے والوں کی مخالفت کر رہے ہیں۔ پاکستان میں تو ایک عرصہ سے ایسا ہو ہی رہا ہے لیکن اب الجیریا میں بھی اس زمانہ کے امام کو ماننے کی وجہ سے احمدیوں کو شدید مشکلات کا سامنا ہے۔ اُن کو جیلوں میں ڈالا جا رہا ہے۔ جیل میں جانے والوں کی تعداد اب ۲۰۰ سے زائد ہے۔ ان مخالف لوگوں کو اپنی حالتوں پر توجہ کرنی چاہئے کہ کیا واقعی یہ لوگ اسلامی تعلیمات پر عمل کر رہے ہیں۔ اگر حقیقی طور پر ان کے علماء خادم دین ہوتے تو کیا آج اسلام پوری دنیا میں یوں بدنام ہوتا۔ کیا اللہ تعالیٰ نے قتل و غارت سے دین پھیلانے کا حکم دیا تھا؟ ہرگز نہیں۔ مسلمانوں کی حالت ان دنوں میں عجیب ہے۔ ایک طرف شدت پسند لوگوں کا طبقہ ہے اور دوسری طرف وہ لوگ جو مذہب سے لاتعلق ہیں اور پھر سیاستدان ہیں جو دنیاوی وجوہات اور بزدلی کی وجہ سے خاموش رہتے ہیں اور ان شدت پسندوں کی ہاں میں ہاں ملا دیتے ہیں۔ گویا ہر طبقہ اللہ تعالیٰ کے احکامات سے دور جا پڑا ہے۔ یہ سب لوگ صرف نام کے مسلمان ہیں۔ اب احمدیوں کو ہی سوچنا چاہئے کیونکہ ان پر بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ ہماری مخالفت مسلمانوں کی طرف سے بھی ہوئی اور مذہب سے دور طبقہ کی طرف سے بھی۔ ایسے حالات میں ہماری ذمہ داری ہے کہ اسلامی تعلیمات پر عمل کریں، ایمان کی حفاظت کریں اور اسلامی تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش بھی کرنا ہے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہماری راہنمائی قرآن کریم میں اس طرح فرمائی ہے کہ 'اپنے رب کی طرف حکمت اور ایسی نصیحت کے ساتھ بلا جو بہترین ہو'۔ پس حکمت سے لوگوں کو اسلام کی طرف بلانے کی ضرورت ہے۔ ہاں حکمت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مداہنت سے کام لیا جائے یعنی غلط بات میں بھی ہاں سے ہاں ملا لی جائے۔ جن باتوں کو اسلام غلط ہی کہتا ہے ان کو ہم نے بہر حال غلط ہی کہنا ہے۔ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ دنیا بھر کے مسلمانوں میں آج صرف

ہماری جماعت ہی ہے جو موئثر طور پر اور متحد ہو کر اسلام کا دفاع کر سکتی ہے۔ جہاں بھی مخالفت ہوئی ہے وہاں ہی تبلیغ کے مواقع زیادہ پیدا ہوتے ہیں۔ پس خوفزدہ ہونے کی بجائے ہمیں کام کو اور تیز کرنا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اسلام کی حفاظت اور سچائی کے ظاہر کرنے کے لئے سب سے اول ضروری ہے کہ تم سچے مسلمان بن کر دکھاؤ اور اس کی تعلیمات کو دنیا میں پھیلاؤ۔ اللہ تعالیٰ ہم کو توفیق دے کہ ہم سچے مسلمان بننے والے ہوں اور ہم میں سے ہر اک حقیقی اسلام کی حفاظت اور سچائی ظاہر کرنے والوں میں سے بن جائے۔ آمین حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آخر پر مندرجہ ذیل نمازِ جنازہ غائب کا اعلان فرمایا: مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب، مکرم فضل الٰہی صاحب اور مراکش کے ابراہیم بن عبداللہ صاحب۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

۲۴/مارچ ۲۰۱۷ء

تشہد و سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: 23 مارچ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں بڑا اہم دن ہے کیونکہ اس دن حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے باقاعدہ طور پر جماعت کی بنیاد رکھی۔ آپ نے فرمایا کہ آنے والا مسیح موعود اور مہدیٔ معہود جس کے آنے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی وہ میں ہوں۔ اور فرمایا کہ خدا چاہتا ہے کہ تمام سعید روحوں کو جو دنیا میں بستی ہیں ان کو حقیقی توحید کی طرف کھینچے اور اسی کے لئے میں بھیجا گیا ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ یہ مقام و مرتبہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کی وجہ سے ملا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول و شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ وہ مقام ہے جو احمدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتے ہیں۔ آج مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ احمدیوں پر ہر قسم کے مظالم ڈھا رہے ہیں۔ یہاں تک کہ اب عورتوں اور بچوں کو بھی نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان احمدیوں کی حفاظت فرمائے اور مسلمانوں کو مسیح موعودؑ کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو کہ اسلام کو دوبارہ زندہ کرنے کے لئے مبعوث کئے گئے۔ حضرت مسیح موعودؑ کو بڑا درد تھا کہ لوگوں کو ایک خدا کی طرف بلایا جائے۔ مثلاً فرمایا کہ کیا بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اُس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دف سے بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لیے لوگوں کے کان کھلیں۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ کو یہ مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے باعث ملا۔ فرمایا کہ جو لوگ حضرت مسیح موعود کی مخالفت کرتے ہیں وہ عشقِ رسول میں آپ کے مقابل پر کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ مثلاً فرمایا: اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی مَیں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا۔ حضور نے عشقِ رسول کے اور واقعات بھی بیان فرمانے کے بعد فرمایا کہ یہ باتیں سن کر بھی جو حضرت مسیح موعودؑ پر اعتراض کرتا ہے وہ جاہل اور مفسد ہے اور اس کا معاملہ اب اللہ تعالیٰ پر ہے۔ حضور نے فرمایا: حقوق اللہ کی ادائیگی اور خلق اللہ سے محبت کا ادراک دلوانا بھی حضرت مسیح موعودؑ کا ایک اہم مقصد تھا۔ اور اس بات کو آپ نے شرائطِ بیعت میں بھی شامل فرمایا۔ مثلاً فرمایا کہ دین کے دو ہی حصے ہیں یا دو بڑے مقاصد ہیں۔ اول یہ کہ خدا کو جاننا اور اس سے محبت کرنا۔ دوسرا مقصد یہ ہے کہ اس کے بندوں کی محبت اور خدمت میں اپنے تمام قویٰ کو خرچ کرنا۔ اس کے بعد حضورِ انور نے آپ کی سیرت سے حقوق العباد کے بعض واقعات بیان فرمائے۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو حضرت مسیح موعود کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ اب اسلام کی حکومت جو دنیا میں قائم ہونی ہے اور اسلام کی جو فتح مقدر ہے وہ اب حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت سے ہی ہونی ہے۔ آجکل جو اسلام کے نام پر دنیا میں جو واقعات ہو رہے ہیں مثلاً دو دن پہلے یہاں لندن میں جو واقعات ہوئے ہیں۔ یہ اسی وجہ سے ہے کہ ان نام نہاد علماء نے لوگوں کی غلط راہنمائی کر کے ان کے دلوں میں اسلام کی خوبصورت تعلیم کے بجائے ظلم کے خیالات پیدا کر دیئے۔ اسلام کا دفاع اب ہم احمدیوں کا ہی کام ہے۔ ان لوگوں کی مخالفت جماعت کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہو گی کہ عیسیٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نوامید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے

عقیدہ کو چھوڑیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہو گا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اُس کو روک سکے۔ اللہ تعالیٰ کے مسیح کے ہاتھ کا لگایا بیج پھل لا رہا ہے اگر ہم نے پھلدار بننا ہے تو پھر اپنے اعمال اور نوع انسان سے ہمدردی اور محبت کو اس طرح بنائیں کہ ہمارے ہر عمل سے ایسا ظاہر ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

۳۱/مارچ ۲۰۱۷ء

حضورِ انور نے فرمایا کہ دنیا میں کوئی ایسا انسان نہیں ہے جو ہر عیب سے پاک ہو۔ یہ اللہ کی صفتِ ستار ہے جو ہماری پردہ پوشی کرتی ہے۔ اگر یہ پردہ پوشی نہ ہو تو انسان دوسروں کو منہ دکھانے کے لائق نہ رہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے استغفار کی ہدایت دی ہے کہ اس کے ذریعہ میں تمہارری پردہ پوشی کرونگا۔ غفر اور ستر کا مطلب چھپانا اور ڈھانکنا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اسلام نے جو خدا پیش کیا ہے وہ حلیم، رحیم اور غفار ہے۔ جو شخص سچی توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دیتا ہے۔ لیکن دنیا میں اگر کوئی شخص کسی کا قصور دیکھ لیوے تو چاہے قصور کرنے والا باز بھی آ جائے پھر بھی اسے عیبی ہی سمجھتا ہے۔ لیکن اللہ کیسا کریم ہے کہ انسان کو ہزاروں عیب کے بعد بھی بخش دیتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ پس اسکو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہمیں بھی دوسروں کے عیب تلاش نہیں کرنے چاہئیں اور خدا تعالیٰ کی صفت کی طرح دوسرے لوگوں کی پردہ پوشی کرنی چاہئے۔ انسان کو بہت برا لگتا ہے اسکی کوئی برائی دوسرے لوگ بیان کریں لیکن دوسروں کے عیب کو بیان کرنا بڑی بات نہیں سمجھتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہی چیز اپنے بھائی کے لئے پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ اس لئے دوسروں کے عیبوں کو دیکھ کر خود استغفار کرنا چاہئے کہ کہیں ہمارے عیب بھی ظاہر نہ ہو جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسکی پردہ پوشی فرمائے گا۔ فرمایا کہ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ اگر برائی ظاہر نہ کریں تو اصلاح کیسے ہو گی۔ یاد رکھنا چاہئے کہ اگر نظام جماعت کو نقصان پہنچ رہا ہے تو ذمہ دار لوگوں کو بات پہنچا دیں تا اصلاح ہو۔ لیکن تضحیک اور مذاق کے لئے ہرگز ان باتوں کو پھیلانا نہیں چاہئے۔ جن لوگوں کے پاس تربیت یا اصلاح کا کام ہے انھیں خاص طور پر اس کا خیال کرنا چاہئے۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے متعدد احادیث کے حوالے سے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اپنے بھائیوں کی پردہ پوشی کا حکم دیا ہے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے بڑے اجر کا قیامت کے دن وعدہ کیا ہے۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کی صفتِ ستاری سے فیض حاصل کرنا چاہتے ہیں تو دوسروں کی ستاری کرنا ضروری ہے یعنی دوسروں کے عیب چھپانے چاہئیں۔ ہمیشہ اپنے گریبان میں دیکھنا چاہئے اور اپنا جائزہ لینا چاہئے۔ ہاں کمزوری دیکھ کر اس شخص کی اصلاح کرنی چاہئے اور یہی اصل نیکی ہے۔ اس کا طریق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بتایا ہے کہ چاہئے کہ جسے کمزور پاوے اسے خفیہ نصیحت کرے۔ اگر نہ مانے تو اس کے لئے دعا کرے۔ اور اگر دونوں باتوں سے فائدہ نہ ہو تو اسے قضاوقدر کا معاملہ سمجھو یعنی خدا کی یہی مرضی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اسے قبول کیا ہوا ہے تو تم بھی زیادہ جوش نہ دکھاؤ۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ کسی کا احمدی ہونا اور بیعت میں آنے سے پتہ لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے قبول کیا ہے پھر ہمیں بھی زیادہ تجسس نہیں کرنا چاہئے۔ فرمایا کہ ہمیں ایسی جماعت ہونا چاہئے جو آپس میں رحم کرنے والے ہوں اور ایک دوسرے کی ستاری کرنے والے ہوں۔ ایک دوسرے کی اس طرح مدد کریں گے تب ہی وہ حقیقی جماعت بن سکتے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام بنانا چاہتے ہیں۔ اللہ کرے کہ ہم اسکی رضا حاصل کرنے والے ہوں۔ آخر میں حضورِ انور نے ملک سلیم لطیف ایڈوکیٹ صاحب کا نمازِ جنازہ پڑھایا جو صدر جماعت ننکانہ، پاکستان تھے۔ آپکو ایک دن قبل معاندینِ احمدیت نے گولی مار کر شہید کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خلافت احمدیہ

سلطان نصیر احمد۔ ربوہ

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ص وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ط يَعْبُدُوْنَنِيْ لَايُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا ط وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۝ (سورۃ النور:56)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا۔ اور ان کے لئے ان کے دین کو، جو اس نے ان کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے، میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

ہماری دنیا میں مختلف قسم کے نظام حکومت رائج ہیں۔ اکثریت جمہوریت کو پسند کرتی ہے۔ جس میں عوامی نمائندے اپنی خدمات قوم کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ زیادہ مقبولیت حاصل کرنے والے مسند حکومت پر بیٹھ جاتے ہیں۔ اس کے بعد وہ قوم کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں یا قوم ان کی خدمات سے کس قدر فائدہ اٹھاتی ہے یہ دونوں کی قسمت ہے۔

نوع انسان کے مجوزہ سیاسی نظام سے ہٹ کر ایک ایسا آسمانی نظام بھی ہے جو بندوں کی ضرورت کے مد نظر خدائے ربّ العالمین کی طرف سے قائم کیا جاتا ہے اور جو خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ روشنی کے ذریعہ فلاح اور کامیابی کے راستہ پر چلنے کی آسانیاں پیدا کرتا ہے۔ میری مراد اس نظام سے ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں ان الفاظ میں ملتا ہے۔ "اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے زمین میں خلیفہ بنانے کا ارادہ کیا ہے۔" یعنی نظام خلافت۔

نظام خلافت وہ بابرکت آسمانی نظام قیادت ہے جو اللہ تعالیٰ جماعت مؤمنین کو ان کی روحانی بقاء اور ترقی کے لئے عطا فرماتا ہے۔ یہ ایک عظیم انعام ہے جو ایمان اور عمل صالح کی بنیادی شرائط سے مشروط ہے۔ اس خدائی موہبت کی حیثیت ایک حبل اللہ کی ہے۔ اس خدائی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھنا جماعت مؤمنین کے لئے ان کے ایمان کی تصدیق بھی ہے اور امن و امان اور روحانی ترقیات کی ضمانت بھی۔ حق یہ ہے کہ دین حق کی ترقی اور سربلندی اس بابرکت نظام خلافت سے وابستہ ہے۔

خلافت کا نظام ایک بہت ہی مبارک نظام ہے۔ جس کے ذریعہ آفتاب نبوت کے ظاہری غروب کے بعد اللہ تعالیٰ ماہتاب نبوت کے طلوع کا انتظام فرماتا ہے اور ایسی جماعت کو اس دھکے کے اثرات سے بچا لیتا ہے جو نبی کی وفات کے بعد نوزائیدہ جماعت پر ایک بھاری مصیبت کے طور پر وارد ہوتا ہے۔ نبی کا کام جیسا کہ قرآن کریم کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے تبلیغ ہدایت کے ساتھ ساتھ مؤمنوں کی جماعت کی دینی تعلیم، ان کی روحانی و اخلاقی تربیت اور ان کی تنظیم سے تعلق رکھتا ہے۔ اور یہ سارے کام نبی کی وفات کے بعد خلیفہ وقت کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں جس کا وجود جماعت کو انتشار سے بچا کر انہیں ایک مضبوط کڑی میں پروئے رکھتا ہے۔ علاوہ ازیں نبی کا وجود جماعت کے لئے محبت اور اخلاص کے تعلق کا روحانی مرکز ہوتا ہے۔ جس کے ذریعہ وہ اتحاد اور یک جہتی اور باہمی تعاون کا زرّیں سبق سیکھتے ہیں اور خلیفہ کا وجود اس درس وفا کو جاری اور تازہ رکھنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے جماعت کے وجود کو جو ایک ہاتھ پر جمع ہونے کی وجہ سے خلیفہ کے وجود کے ساتھ لازم و ملزوم ہے، ایک بڑی نعمت قرار دیا ہے اور اسے انتہائی اہمیت دی ہے اور جماعت میں انتشار پیدا کرنے والے پر لعنت بھیجی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

مَنْ شَذَّ شَذَّ اِلَى النَّارِ یعنی جو شخص جماعت سے کٹتا ہے اور اس کے اندر تفرقہ پیدا کرتا ہے وہ اپنے لئے آگ کا راستہ کھولتا ہے۔ اور دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ:۔ "فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةُ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ" یعنی اے مسلمانو! تم پر تمام دینی امور میں میری سنت پر عمل کرنا اور میرے بعد خلفاء کے زمانہ میں ان کی سنت پر عمل کرنا بھی واجب ہوگا کیونکہ وہ خدا کی طرف سے ہدایت یافتہ ہوں گے۔ پس خلافت کا نظام ایک نہایت ہی بابرکت نظام ہے جس کے ذریعہ جماعتی اتحاد اور مرکزیت کے علاوہ جس کی ہر نوزائیدہ جماعت کو ضرورت ہوتی ہے نبوت کا نور جماعت کے سر پر جلوہ افروز رہتا ہے۔ اور یہ ایک بہت بڑی نعمت اور

بہت بڑی برکت ہے۔

خلافت کی تعریف

لغت کی رو سے خلافت کے معنی نیابت اور جانشینی کے ہیں۔اور اصطلاحاً اس سے مراد نبی کا جانشین ہوتا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”خلیفہ کے معنے جانشین کے ہیں جو تجدید دین کرے۔نبیوں کے زمانہ کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اس کو دور کرنے کے واسطے جو ان کی جگہ آتے ہیں ان کو خلیفہ کہتے ہیں۔“(ملفوظات جلد چہارم۔صفحہ 383۔قدیم ایڈیشن)

ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔”خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو۔“(شہادت القرآن۔روحانی خزائن جلد ششم۔صفحہ 353)

از روئے تفاسیر

ابن کثیر فرماتے ہیں:۔”فَهِمُوْا مِنَ الْخَلِيْفَةِ اَنَّهُ الَّذِیْ يَفْصِلُ بَيْنَ النَّاسِ مَا يَقَعُ بَيْنَهُمْ مِنَ الْمَظَالِمِ وَيَرُدُّهُمْ مِنَ الْمَقَارِمِ وَ الْمَآثِمِ۔“ (قرطبی۔ابن کثیر)

لفظ خلیفہ سے یہ سمجھا ہے کہ اس کا کام یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کے تنازعات باہمی کو فیصل کرے۔اور نا کردنی امور سے انہیں باز رکھے۔(قرطبی۔ابن کثیر۔بحوالہ حقائق الفرقان زیر آیت واذ قال اللہ للملائکۃ۔۔۔)تفسیر فتح البیان میں لکھا ہے کہ:۔”وَالصَّحِيْحُ اِنَّهُ اِنَّمَا سُمِّیَ خَلِيْفَةً لِاَنَّهُ خَلِيْفَةُ اللّٰهِ فِیْ اَرْضِهٖ لِاِقَامَتِهٖ حُدُوْدَهٗ وَتَنْفِيْذِ قَضَايَاهُ۔“ اور دراصل یہ ہے کہ اسے خلیفہ اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ اللہ کا خلیفہ بن کر اس کی زمین میں حدود قائم کرتا ہے اور احکامات جاری کرتا ہے۔(فتح البیان۔بحوالہ حقائق الفرقان زیر آیت واذ قال اللہ للملائکۃ۔۔۔)

خلافت کی ضرورت و اہمیت

تخلیق بشر کے وقت اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو اطلاع دی۔اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِيْفَةً۔کہ میں زمین میں اپنی خلافت کو قائم کرنے والا ہوں۔یہ اطلاع خلیفوں کو اس غرض سے دی گئی تھی کہ ان مقاصد عالیہ کی تکمیل کے لئے کمربستہ ہو جائیں جس کے لئے نظام خلافت کو قائم کیا جا رہا ہے۔فرشتوں نے محسوس کیا کہ اس نظام کی کیا ضرورت ہے جبکہ زمین میں ایسے وجود پیدا ہوں جو فساد برپا کرنے والے اور خونریزی کرنے والے ہوں۔اس لئے فرشتوں نے یہ سوال کیا کہ اے خدا کیا تو زمین میں فساد اور خونریزی کرنے والی مخلوق پیدا کرے گا جن پر قابو رکھنے کے لئے نظام خلافت کی ضرورت ہوگی۔

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے بیان کی تردید نہیں فرمائی بلکہ انہیں اہم بنیادی مقصد کی طرف متوجہ فرمایا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔کہ میں آدم کی پیدائش اور نظام خلافت کے قیام میں جو خوبیاں اور کمالات دیکھتا ہوں وہ تمہاری نظروں سے اوجھل ہیں۔آدم اور اس کی ذریت میری صفات کا کامل ظہور ہوگا اور یہ بات اور کسی مخلوق کے ذریعہ سے پوری نہیں ہو سکتی۔اس لئے آدم کا پیدا کیا جانا ضروری ہے۔اور نظام خلافت کا قیام لازمی ہے۔

نبی کی دو حیثیتیں

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر نبی کی دو حیثیتیں ہوتی ہیں ایک اس کا نبی ہونا یعنی خدا سے غیب کی خبریں پانا یہ حیثیت ایسی ہے جس میں نبی کا کوئی قائم مقام نہیں ہو سکتا۔چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ...(الجن:۲۷،۲۸)۔یعنی غلبہ غیب اللہ تعالیٰ انبیاء کے سوا اور کسی کو نہیں دیتا۔اسی طرح فرماتا ہے کہ مَاكَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ۔(سورۃ آل عمران:۱۸۰)اللہ تعالیٰ ہر ایک کو مصفیٰ علم غیب سے اطلاع نہیں دیتا بلکہ اس غرض کے لئے وہ اپنے رسولوں کو منتخب کرتا ہے۔ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کی اس حیثیت میں اس کا کوئی قائم مقام نہیں ہو سکتا۔

لیکن اس کے علاوہ نبی کی ایک اور حیثیت بھی ہوتی ہے۔اور وہ اس کا مطاع ہونا ہے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:وَمَآاَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (سورۃ النساء: ٦٥)۔یعنی ہر نبی کی ایک حیثیت یہ ہوتی ہے کہ وہ مطاع ہوتا ہے۔اور لوگ اس امر کے پابند ہوتے ہیں کہ اس کی اطاعت کریں۔اور اس کے احکام پر عمل کریں۔یہ حیثیت ایسی ہے جس میں غیر نبی نبی کا قائم مقام ہو سکتا ہے اور ایک غیر نبی بھی لوگوں کا مطاع ہو سکتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے کہ:۔اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ (سورۃالنساء:٦٠)۔

یعنی خدا کی اطاعت کرو،رسول کی اطاعت کرو اور اولی الامر کی اطاعت کرو۔پس مطاع ہونا انبیاء کا خاصہ نہیں بلکہ غیر نبی بھی مطاع ہو سکتا ہے۔پس خلیفہ جو نبی کا جانشین ہوتا ہے کثرت وحی کے سوا ان تمام کاموں میں نبی کا قائم مقام ہوتا ہے جو کام نبی بحیثیت مطاع سرانجام دیتا ہے گویا نبوت کے علاوہ تمام حقوق اور اختیارات جو انبیاء کو حاصل ہوتے ہیں وہی ان کے خلفاء کو بھی حاصل ہوتے ہیں۔پس جو شخص خلفاء کے احکام کی خلاف ورزی یا ان کے اختیارات میں

دخل اندازی کرتاہے وہ اپنے عمل سے ثابت کرتاہے کہ اس نے نبی کے اختیارات اور مقام کو نہیں سمجھا۔

خلافتِ احمدیہ کی تاریخ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب معلوم ہو گیا کہ اب ان کی وفات کے دن قریب ہیں تو آپ نے ایک رسالہ الوصیت تصنیف فرمایا اور اس میں نظام وصیت کے متعلق باتیں تحریر فرمائیں اور جماعت میں وصیت کا نظام قائم فرمایا۔ آپ نے اس رسالہ میں جماعت کو خوش خبری دی کہ ان کی وفات کے بعد جماعت میں خلافت کا نظام قائم ہو گا۔ آپ نے اس کو قدرتِ ثانیہ کا نام دیا۔ جماعت احمدیہ نے قدرت ثانیہ کو خلافت کے مفہوم میں تسلیم کیا اور آپ کی وفات کے بعد حضرت حکیم مولانا نور الدین صاحبؓ کو ۲۷ رمئی ۱۹۰۸ء کو خلیفہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام منتخب کر لیا۔ اب میں اس کی کچھ تفصیل عرض کرتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مندرجہ ذیل الفاظ میں قدرتِ ثانیہ کے ظہور کی خوشخبری دی:"سواے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلا تا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ ساتھ رہے گی۔"(رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۵)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا دور خلافت بڑا کامیاب رہاہے اور جماعت میں خلافت کے نظام کی جڑیں مضبوط ہو گئیں۔ یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ بعض اوقات بعض ناعاقبت اندیشوں نے خلافت کے خلاف باتیں کیں لیکن حضرت خلیفہ اوّلؓ نے ان مخالفت کرنے والوں کے منہ بند کر دیئے اور انہوں نے مخالفت ترک کر دی۔

قانونِ الٰہی (انسان فانی ہے) کے تحت حضرت خلیفہ اوّلؓ ۱۳ ر مارچ ۱۹۱۴ء کو وفات پا گئے۔ آپ کی وفات کے بعد ۱۴ ر مارچ ۱۹۱۴ء کو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کو جماعت احمدیہ نے جماعت کا خلیفہ منتخب کر لیا۔

خلافتِ ثانی میں جماعت کو ہر میدان میں ترقی نصیب ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو اللہ تعالیٰ نے ۷ اور ۸ نومبر ۱۹۶۵ء کی درمیانی شب اپنے پاس بلالیا اور آپ کی وفات کے بعد خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا انتخاب ہوا۔

خلافتِ ثالثہ کا انتخاب

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آیندہ نئے خلیفہ کے انتخاب کے لئے ایک مجلس مقرر فرما دی تھی جو "مجلس انتخاب خلافت" کے نام سے موسوم ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وفات کے بعد اس مجلس کا اجلاس ۸ نومبر کو بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں زیر صدارت مرزا عزیز احمد صاحب ناظرِ اعلیٰ منعقد ہوا جس میں حضرت مرزا ناصر احمد صاحب رحمہ اللہ کو آئندہ کے لئے خلیفہ منتخب کیا گیا۔ اراکین مجلس نے اس وقت آپ کی بیعت کی۔ اس کے بعد انتخاب کا اعلان ہوا اور اندازاً ۵ ہزار افراد نے اسی دن آپ کی بیعت کی۔ اور پھر بیرونی جماعتوں نے تاروں اور خطوط کے ذریعہ اقرارِ اطاعت کیا۔ خلافت ثالثہ کے انتخاب کے وقت کسی قسم کا اختلاف نہیں ہوا اور ساری جماعت نے قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر حضرت مرزا ناصر احمد صاحب رحمہ اللہ کو اپنا خلیفہ تسلیم کر لیا۔ آپ کا دور خلافت کامیابیوں کا دور ہے۔ آپ کا انتقال ۸ اور ۹ جون ۱۹۸۲ء کی درمیانی شب کو دل کا شدید دورہ پڑنے سے ہوا۔ ربوہ میں آپ کی تدفین ہوئی۔

خلافت رابعہ کا انتخاب

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی تدفین سے پہلے حضرت مصلح موعودؓ کی مقرر کردہ مجلسِ انتخاب خلافت کا اجلاس بعد نماز ظہر مسجد مبارک میں زیر صدارت حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد منعقد ہوا اور حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کو خلیفۃ المسیح الرابعؒ منتخب کر لیا۔ تمام حاضرین مجلس نے انتخاب کے فوراً بعد آپ کی بیعت کی۔ اس کے بعد تمام احمدیوں نے آپ کی اطاعت کا اقرار کیا۔ آپ کا عہدِ خلافت کامیابیوں اور کامرانیوں کی ایک طویل داستان سے مزین ہے۔ آپ ۱۰ ر جون ۱۹۸۲ء سے ۱۹ ر اپریل ۲۰۰۳ء تک مسندِ خلافت پر فائز رہے۔ آپ کی وفات کے بعد خلافت خامسہ کا انتخاب ہوا۔

خلافتِ خامسہ کا انتخاب

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا انتقال پُر ملال ۱۹ ر اپریل ۲۰۰۳ء کو لندن میں ہوا۔ آپ کی وفات کے بعد مجلسِ انتخابِ خلافت کا اجلاس بیت الفضل لندن میں

منعقد ہوا۔ صدارت کے فرائض مکرم چودھری حمید اللہ صاحب نے ادا کئے۔ دعاؤں کے ساتھ مجلس کی کارروائی شروع ہوئی۔ مجلس نے حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کو خلیفۃ المسیح الخامس منتخب کیا اور آپ کی خلافت کا اعلان کیا۔ مجلس کے ارکان اور دوسرے حاضرین نے آپ کی مشترکہ بیعت کی اور ساری دنیا کی جماعتوں نے آپ کی خلافت کو تسلیم کر لیا۔ آپ اب جماعت احمدیہ کے خلیفۃ المسیح الخامس کے طور پر اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں اور جماعت آپ کے زیر سایہ دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہی ہے۔

مئی 2005ء کو خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: "آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کی تاریخ کا وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے محض اور محض اپنے فضل سے حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت میں شامل لوگوں کی، آپ کی وفات کے بعد، خوف کی حالت کو امن میں بدلا۔ اور اپنے وعدوں کے مطابق جماعت احمدیہ کو تمکنت عطا فرمائی یعنی اس شان اور مضبوطی کو قائم رکھا جو پہلے تھی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی فعلی شہادت سے یہ ثابت کر دیا کہ حضرت مسیح موعودؑ اللہ تعالیٰ کے فرستادہ۔۔۔ تھے۔ اور۔۔۔ آپ کا سلسلہ خلافت تا قیامت جاری رہنا تھا۔

پس آج 97 سال گزرنے کے بعد جماعت احمدیہ کا ہر بچہ، جوان، بوڑھا، مرد اور عورت اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی اس بارے میں فعلی شہادت گزشتہ 97 سال سے پوری ہوتی دیکھی ہے اور دیکھ رہا ہوں۔ اور نہ صرف احمدی بلکہ غیر از جماعت بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ گزشتہ مثالیں تو بہت ساری ہیں حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد، پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات کے بعد، پھر حضرت مصلح موعودؓ کی وفات کے بعد۔ لیکن جیسے کہ میں پہلے بھی ایک دفعہ بتا چکا ہوں کہ خلافت خامسہ کے انتخاب کی کارروائی دیکھ کر، جو ایم ٹی اے پر دکھائی گئی تھی۔ مخالفین نے یہ اعتراف کیا کہ تمہارے سچے ہونے کا تو ہمیں پتہ نہیں لیکن یہ بہر حال پتہ لگ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت تمہارے ساتھ ہے۔ تو بہر حال یہ اللہ تعالیٰ کا جماعت احمدیہ پر بہت بڑا احسان ہے اور اس کی نعمت ہے جس کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے اور یہ شکر ہی ہے جو اس نعمت کو مزید بڑھاتا چلا جائے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔۔۔ یعنی اگر تم شکر گزار بنے رہو تو میں اور بھی زیادہ دوں گا۔ اس نعمت کے جو افضال ہیں ان میں سے میں تمہیں بھرتا چلا جاؤں گا۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ 27 مئی 2005ء بحوالہ الفضل 24 مئی 2006ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے خلیفہ منتخب ہونے سے اگلے دن بعد نماز فجر مسجد مبارک میں خطاب فرمایا۔ "خدا تعالیٰ قیادت کا انتقال ایک کندھے سے دوسرے کندھے کی طرف اس لئے نہیں کرتا کہ اس کا ایک بندہ بوڑھا اور کمزور ہو گیا۔ اور وہ اس کو طاقتور اور جوان رکھنے پر قادر نہیں کیونکہ ہمارا پیارا مولیٰ ہر چیز پر قادر ہے بلکہ وہ اس لئے ایسا کرتا ہے کہ وہ دنیا پر ثابت کرنا چاہتا ہے کہ ہر نگاہ میری طرف ہی اٹھنی چاہئے۔ بندہ بڑا ہو یا چھوٹا آخر بندہ ہی ہے۔ تمام فیوض کا منبع اور تمام برکات کا حقیقی سرچشمہ میری ہی ذات ہے۔ توحید کا یہ سبق دلوں میں بٹھانے کے لئے وہ اپنے ایک بندہ کو اپنے پاس بلا لیتا ہے اور ایک دوسرے بندہ کو جو دنیا کی نگاہوں میں انتہاء طور پر کمزور اور ذلیل اور نا اہل ہوتا ہے، کہتا ہے اٹھ اور میرا کام سنبھال۔ اپنی کمزوریوں کی طرف نہ دیکھ۔ اپنی کم علمی اور جہالت کو نظر انداز کر دے۔ ہاں میری طرف دیکھ کہ میں تمام طاقتوں کا مالک ہوں۔ میرے سے ہی امید رکھ۔ اور مجھ پر ہی توکل کر کہ تمام علوم کے سوتے مجھ سے پھوٹتے ہیں۔ میں وہ ہوں جس نے تیرے آقا کو ایک ہی رات میں چالیس ہزار کے قریب عربی مصدر سکھا دیئے۔ اور میری طاقتوں میں کوئی کمی نہ آئی تھی۔ میں وہ ہوں جس نے نہایت نازک حالت میں اسلام کو اٹھایا تھا۔ اور جب انسان نے تلوار سے اسے مٹانا چاہا تو میں اس تلوار اور اسلام کے درمیان حائل ہو گیا۔ اس وقت دنیا کی بڑی بڑی طاقتیں موجود تھیں۔ لیکن دنیا کی کوئی طاقت خواہ کتنی ہی بڑی تھی۔ اسلام کو نہ مٹا سکی۔ ہمارا رب کہتا ہے کہ آج میں نے پھر فیصلہ کیا ہے کہ میں دنیا میں اسلام کو غالب کروں گا۔ اور اسلام دنیا میں غالب ہو کر رہے گا۔ اور ان کمزور ہاتھوں کے ذریعہ سے غالب ہو کر رہے گا۔ ہم اپنی کمزوریوں کو کیا دیکھیں۔ ہماری نظر تو اس ہاتھ پر ہے جو ہمیں اپنے کمزور ہاتھوں کے پیچھے جنبش کرتا ہوا نظر آتا ہے ہم اپنی کم طاقتی کا خیال کیوں کریں۔ جبکہ ہمارا توکل تو اس طاقت پر ہے جس نے دنیا کی ہر چیز کو اپنے اندر سمیٹا ہوا ہے۔ اور احاطہ کیا ہوا ہے۔ (خطاب ۹ نومبر ۱۹۶۵ مسجد مبارک بحوالہ الفضل ۱۷ دسمبر ۱۹۶۵)

پس اے احمدیت کے جانثارو! اے خلافت احمدیہ کے پروانو! آج وقت آ گیا ہے کہ ہم اپنے سارے عہد و پیمان واقعی سچ کر دکھائیں۔ ہمارے اسلاف نے جو نمونے دکھائے ان کو پھر تازہ کریں کہ ہم بھی تو اطاعت اور وفا کے دعووں میں ان سے پیچھے نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

جماعت احمدیہ امریکہ کے ۶۸ ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب و بابرکت انعقاد

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام۔ علمی و روحانی ماحول میں ولولہ انگیز تقاریر۔ مختلف سیاسی و سماجی اہم شخصیات کی تشریف آوری اور جماعت احمدیہ کی امن کے قیام کے سلسلہ میں کی جانے والی مساعی پر خراج تحسین۔

آٹھ ہزار سے زائد افراد کی جلسہ سالانہ میں شمولیت

رپورٹ مرتبہ سید شمشاد احمد ناصر مبلغ سلسلہ امریکہ

جلسہ سالانہ خواہ کسی ملک کا ہی کیوں نہ ہو۔ یہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ جلسہ سالانہ کے پاکیزہ ماحول میں احباب اپنے اندر ایک زبردست تبدیلی محسوس کرتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی دی ہوئی تعلیم اور آپ کے اسوہ حسنہ کے مطابق ہر طرف سے السلام علیکم کی آوازیں۔ پیار و محبت کی ایک ایسی فضا جس کا الفاظ میں بیان کرنا مشکل نظر آتا ہے۔ ہر ایک دوسرے سے ملتے وقت انتہائی فرحت اور دل میں خوشی محسوس کرتا ہے۔ اور ایسا کیوں نہ ہو کہ جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد میں سے یہ بھی ایک بہت بڑا مقصد ہے۔ یہی کچھ لئے ہوئے اور انہی مقاصد کو مد نظر رکھتے ہوئے۔ دینی علمی اور روحانی ماحول میں جماعت احمدیہ امریکہ کا ۶۸ واں جلسہ سالانہ ہیرس برگ کے فارم شو کمپلیکس (HARRISBURG FARM SHOW COMPLEX) میں مورخہ ۲۹ جولائی ۲۰۱۶ء تا ۳۱ جولائی ۲۰۱۶ء منعقد ہوا۔

مکرم ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب جو اُس وقت امیر امریکہ تھے نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے درج ذیل افسران جلسہ کی منظوری کا اعلان کیا۔

افسر جلسہ سالانہ مکرم ملک بشیر احمد صاحب ورجینیا

افسر جلسہ گاہ مکرم مرزا نصیر احسان احمد صاحب

افسر خدمت خلق مکرم ڈاکٹر رانا بلال احمد صاحب (صدر مجلس خدام الاحمدیہ یو ایس اے)

جیسا کے اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ جماعت احمدیہ امریکہ کا یہ جلسہ سالانہ ہیرس برگ کے ایک بہت بڑے وسیع و عریض کمپلیکس میں منعقد ہوا جس میں بہت بڑے بڑے کئی ہال ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ہماری ضروریات کو پورا کرتے ہیں ایک ہال تو ظاہر ہے مردانہ جلسہ گاہ کے طور پر استعمال ہوا۔ اور پھر اس کے ارد گرد کئی جماعتی بوتھ اور سٹالز بھی لگائے گئے۔

حاضری بڑھ جانے کی وجہ سے اس دفعہ کھانے کے لئے بالکل الگ اور کھلی جگہ پر انتظام کیا گیا۔ یہ ہال کافی بڑا تھا اور اسے کھانے کے طور پر استعمال کرنا بہت مشکل تھا مگر ہمارے خدام نے اور جلسہ کی انتظامیہ نے دن رات محنت کر کے اسے خوبصورت ڈائننگ ہال میں تبدیل کر دیا اور کھانے کے لئے کرسیاں اور میزیں لگا دی گئیں۔ ہر طرف بینرز لگے ہوئے تھے جن پر قرآنی آیات مع ترجمہ۔ جن میں نمازوں کی ادائیگی کی طرف توجہ، اور بھائی چارہ قائم کرنے کی اسلامی ہدایات تھیں۔ قرآنی آیات کے علاوہ احادیث نبویہ ﷺ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کے بابرکت ارشادات بھی درج تھے۔ جن میں آپس میں السلام علیکم کے رواج۔ کھانے کے آداب اور دیگر جلسہ کے مقاصد بھی بیان کئے گئے تھے۔

ڈائننگ ایریا کے ایک طرف مختلف قسم کے اسٹالز بھی احباب نے لگائے ہوئے تھے۔

ایک بڑا ہال زنانہ جلسہ گاہ کے لئے مختص تھا اور انہوں نے بھی اپنے جلسہ گاہ میں نیز ارد گرد مختلف قسم کے بینرز سے ساری جگہ کو نہ صرف سجایا ہوا تھا بلکہ ہر بینر پر خواتین کے لئے ایک پیغام تھا تا کہ اس پر عمل پیرا ہوا جاسکے۔

جلسہ گاہ کے انتظامات کے لئے اگرچہ کافی عرصہ سے کام شروع ہو جاتا ہے تاہم جلسہ سے 3-4 ماہ قبل تو اس میں بہت تیزی آجاتی ہے۔ جلسہ گاہ ہیڈ کوارٹر مسجد بیت الرحمان میری لینڈ سے قریباً دو گھنٹے کی مسافت پر ہے اس لئے انتظامات وہاں جا کر کرنے ذرا مشکل ہوتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے کیا

نوجوان کیا بوڑھے کیا بچے اور بچیاں اور مستورات دن رات کام کر کے جلسہ گاہ کے سارے انتظامات محض خدا تعالیٰ کے فضل اور خلیفۂ وقت کی دعاؤں سے سر انجام دیتے ہیں۔

جلسہ سالانہ کے ایام میں جلسہ گاہ میں باقاعدگی سے نماز تہجد، درس القرآن اور درس الحدیث کا انتظام رہا۔ اس کے علاوہ جہاں جہاں احباب ہوٹلوں میں ٹھہرے ہوئے تھے وہاں پر بھی نماز تہجد اور درس کا انتظام کیا گیا تھا۔

پہلے دن نماز تہجد مکرم حافظ مبارک احمد صاحب آف نائیجیریا نے پڑھائی اور مکرم ظفر اللہ ہنجرا صاحب مربی سلسلہ نے درس دیا۔ دوسرے دن نماز تہجد مکرم عبد الروف صاحب نے پڑھائی اور مکرم سعید خالد صاحب مربی سلسلہ نے درس دیا۔

معائنہ انتظامات

مکرم محترم صاحب زادہ مرزا مغفور احمد صاحب امیر جماعت امریکہ نے ۲۸ جولائی بروز جمعرات شام معائنہ انتظامات کیا۔ آپ افسران کے ساتھ قریباً تمام شعبہ جات میں تشریف لے گئے اور تفصیلی معلومات حاصل کر کے ہدایات دیں۔ اس کے بعد مردانہ جلسہ گاہ میں تمام افسران، نائب افسران اور منتظمین اکٹھے ہوئے جہاں پر تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم محترم امیر صاحب نے مختصراً خطاب کیا۔ کہ جلسہ سالانہ میں احباب کو جلسہ کی روایات کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔ نیز حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بار بار معاونین اور منتظمین جلسہ کو ہدایات دیتے رہے ہیں ان کی روشنی میں سب مل جل کر کام کریں۔ اس کے بعد آپ نے دعا کرائی۔

پرچم کشائی

نماز جمعہ سے قبل مکرم محترم امیر صاحب امریکہ مرزا مغفور احمد صاحب نے لوائے احمدیت لہرایا اور مکرم محترم مولانا اظہر حنیف صاحب مبلغ انچارج امریکہ نے امریکہ کا جھنڈا لہرایا۔ اور مکرم یاسین شریف صاحب نے پنسلوینیا کا جھنڈا لہرایا۔ اس سے قبل مکرم امیر صاحب نے دعا کرائی۔ اور مکرم مولانا اظہر حنیف صاحب نے خطبہ جمعہ دیا اور نماز جمعہ پڑھائی۔

جلسہ کا پہلا سیشن

۲۹ جولائی سہ پہر جلسہ سالانہ امریکہ کا پہلا سیشن مکرم امیر صاحب کی صدارت میں شروع ہوا تلاوت، نظم اور ان کے تراجم کے بعد مکرم محترم امیر صاحب نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا روح پرور پیغام پڑھ کر سنایا جو حضور انور نے اس موقعہ کے لئے ازراہ شفقت ارسال فرمایا تھا۔

حضور انور کا پیغام

پیارے احباب جماعت احمدیہ امریکہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امریکہ کا جلسہ سالانہ آج شروع ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور شاملین جلسہ بھی حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں کے وارث بنیں۔

اس سال جماعتوں کے الیکشن ہوئے تھے آپ کے ہاں بھی الیکشن میں کچھ تبدیلیاں آئی ہیں بشمول نیشنل امیر کے۔ میں امید کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ یہ ساری تبدیلیاں ہر لحاظ سے جماعت کے لئے بہت مبارک اور مفید ثابت ہوں اور میں یہ بھی امید کرتا ہوں کہ تمام احباب جماعت نئی انتظامیہ کے ساتھ بھرپور تعاون کریں گے خواہ یہ نیشنل لیول پر ہوں یا ریجنل اور لوکل لیول پر۔ سب کا تعاون کرنا ضروری ہے۔

اور یہ بات بھی آپ سب کو ہمیشہ مد نظر رکھنی چاہئے کہ جماعت کی ترقی کسی ایک شخص پر منحصر نہیں ہے اور نہ ہی ایسا کبھی مستقبل میں ہوگا خواہ وہ فرد کتنا ہی عالم ہو یہ بات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنے رسالہ الوصیت میں کھول کر بیان کر دی ہے کہ جماعت کی ترقی و کامیابی الٰہی وعدہ کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ اور آپ کے بعد خلافت احمدیہ کے ذریعہ ہی ہوگی۔ اور یہ بات بھی ہمیشہ مد نظر رہے کہ خلیفہ وقت ہی جماعت کو اسکی ضرورت کے مطابق راہنمائی کرتے ہیں اس لئے میں آپ سب کو کہتا ہوں کہ آپ خلافت احمدیہ کے ساتھ مضبوطی سے جڑے رہیں اور آپ کو خلیفۃ المسیح کی ہر پہلو سے انکی ہدایات کی پیروی کرنی چاہئے جو آپ کی زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھتی ہے اور یہی آپ کی زندگی کا لائحہ عمل ہونا چاہئے کہ آپ اُن کے ہر حکم کی دل و جان سے پیروی کریں۔

بلاشبہ وہ جماعتیں اور وہ آفس ہولڈرز جو یہ بات سمجھ جاتے ہیں ان کی کارکردگی اور کامیابی دوسروں کی نسبت جو نہ یہ سمجھتے ہیں نہ اس کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ بہت بہتر ہوتی ہے۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے امریکہ کی جماعت مجموعی لحاظ سے خلافت احمدیہ کے ساتھ ہمیشہ سے ہی اطاعت اور خلوص و وفا کا تعلق رکھتی ہے۔ آپ کی جماعت میں بہت سے پاکستانی امریکن ہیں اور اس میں ایک اچھی خاصی تعداد

لوکل امریکن اور افریقن امریکن کی بھی ہے۔ اور یہ سب ماشاء اللہ خدا تعالیٰ کے فضل سے خلافت احمدیہ کے ساتھ وفاداری اور محبت و خلوص کا تعلق رکھتے ہیں۔ اور یہ بات بھی یقینی ہے جس پر میں خوش ہوں کہ آپ میں سے بہتوں نے نمایاں طور پر خلافت کے ساتھ اپنی محبت اور وفاداری کا اظہار بھی کیا ہے۔

میں نے حال ہی میں ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹر کو بھی امریکہ بھجوایا تھا تاکہ وہ جماعتوں میں جا کر احباب کو اس میگزین (ریویو آف ریلیجنز) کی اہمیت کا بتائیں تاکہ لوگوں کو اس کی افادیت کا پتہ لگ سکے۔ اسی طرح میں نے مجلس خدام الاحمدیہ یو ایس اے کے اجتماع پر بھی مرکزی نمائندہ بھجوایا تھا۔ ان کے دورہ کے بعد بہت سے احباب نے امریکہ سے خطوط بھجوائے خصوصاً نوجوانوں نے جن میں انہوں نے خلافت احمدیہ کے ساتھ وفاداری، محبت اور اطاعت کا جذبہ بیان کیا۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ باوجود وہ ایسے ماحول میں رہ رہے ہیں جو مادہ پرست ہے اور یہاں کے رہنے والوں کی مختلف ترجیحات ہیں لیکن ہمارے نوجوان خدا تعالیٰ کے فضل سے ایمان پر پختگی کے ساتھ قائم ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر آن ان کا یقین اپنے ایمان پر بڑھتا جا رہا ہے۔

یہ بات بھی ہمیشہ مد نظر رہے کہ جتنا مضبوط تعلق آپ کا خلافت احمدیہ کے ساتھ ہو گا اسی قدر زیادہ روحانی ترقی ہو گی اور اتنی ہی جماعت کی بنیاد مضبوط ہوتی رہے گی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ تا وہ بنی نوع انسان کو ایک ہاتھ پر جمع کرے۔ آپ کی وفات کے بعد وہ ہاتھ خلافت کا ہاتھ ہے۔ اور جب تک آپ اس بابرکت کڑے کے ساتھ مضبوطی سے جڑے اور چمٹے رہیں گے آپ ترقی کرتے چلے جائیں گے۔ پس اس کو ہمیشہ کے لئے اپنے دماغوں اور دلوں میں بٹھالیں اور جگہ دیں۔

اللہ تعالیٰ کا یہ بھی بڑا فضل ہے کہ جماعت کا تعارف امریکہ میں میڈیا کے ذریعہ پہلے سے زیادہ بڑھ گیا ہے۔ اور انشاء اللہ یہ سلسلہ اسی طرح مستقبل میں چلتا اور بڑھتا رہے گا۔ یہ بات جماعت پر مزید ذمہ داریاں ڈال رہی ہے کیونکہ دنیا کی نگاہیں آپ کی راہنمائی کی طرف ہیں نتیجۃً یہ بہت ضروری ہے کہ ہر آفس ہولڈر اور ہر احمدی تقویٰ اور اخلاق کے اعلیٰ معیاروں پر اسلامی تعلیم کے مطابق قائم ہوں۔ تمہیں اپنے دین پر فخر ہونا چاہئے اور ہر قسم کے دنیاوی کمپلیکس۔ احساس کمتری کو دور کرتے ہوئے مضبوطی سے اسلامی تعلیمات پر عمل کرنا چاہئے۔

اگر آپ تقویٰ کی راہوں پر چلتے ہوئے عمل کریں گے تو انشاء اللہ آپ اپنی قوم کے دلوں کے تالے کھولنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ آپ کی تبلیغ کی نئی راہیں کھلیں گی تاکہ اس سے آپ کے ملک کے چپہ چپہ پر اسلامی تعلیم کا پیغام پہنچ جائے یہ بھی یاد رکھیں کہ یہ کام صرف مشنریز (مبلغین) کا نہیں ہے بلکہ تمام احمدیوں کا ہے۔

میں اپنے خطبات میں وقتاً فوقتاً اس بات کی ضرورت پر احساس دلاتا رہتا ہوں کہ کس طرح آفس ہولڈرز اور احمدیوں کے اخلاق کا دوسروں پر اثر پڑتا ہے۔ جماعت کے اندر بھی نوجوانوں پر اس کا اثر پڑتا ہے۔ اور باہر غیروں پر بھی اس لئے ہمیشہ اس بات کا خیال رکھیں۔ میری امریکہ جماعت کے بارے میں یہ خواہش ہے کہ وہ تبلیغ میں بھی آگے بڑھیں اس لئے اس کے لئے تمام تر استعدادوں سے آگے بڑھیں۔

پھر ایک اور بات کہ جس کے ذریعہ آپ اس قابل ہوں گے کہ میری بات کو پوری طرح سمجھ سکیں اور جسکی میں آپ سے توقع رکھتا ہوں اور وہ یہ کہ ہر جمعہ کو میرا خطبہ سنا کریں جو ایم ٹی اے پر آتا ہے، ہر احمدی کو اس طرف توجہ کرنی چاہیے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو ان تمام باتوں پر عمل کی توفیق بخشے کہ جو میں نے کہی ہیں، اللہ تعالیٰ امریکہ کی جماعت پر ہر لحاظ سے اپنی برکات نازل فرمائے۔ آمین۔

والسلام خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

۲۹ جولائی ۲۰۱۶ء

حضور کے اس پیغام کے سنائے جانے پر حاضرین نے بڑے جوش اور جذبے سے نعرہ ہائے تکبیر اور خلافت احمدیہ زندہ باد کے فلک شگاف نعرے لگائے۔ پروگرام کے مطابق محترم امیر صاحب کی افتتاحی تقریر تھی۔ مکرم امیر صاحب نے فرمایا کہ حضور کے اس پیغام کے بعد کسی اور تقریر کی ضرورت نہیں ہمیں حضور کے اس پیغام پر دل و جان سے عمل کرنا چاہئے۔ اس کے بعد آپ نے سیشن کے پہلے مقرر مکرم مولانا رضوان حمید خان صاحب کو تقریر کے لئے

بلایا۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا ”اللہ تعالیٰ کی صفت الہادی“۔ مکرم مولانا صاحب نے تقریر میں مختلف آیات قرآنی سے اس بات کو واضح کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ظلمت کے دور میں جب بھی لوگ ہدایت سے دور جا پڑے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی اسی صفت کے تحت انہیں ہدایت فرمائی اور ایک ہادی کو ان کی رہنمائی کے لئے مبعوث کیا۔

اس کے بعد مکرم محترم ڈاکٹر فہیم یونس قریشی صاحب نائب امیر و نیشنل سیکرٹری تربیت یو ایس اے نے تقریر کی ۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا ”آنحضرت ﷺ ہی کامل ہادی ہیں“۔ موصوف نے اپنی تقریر میں آنحضرت ﷺ کی سنت مبارکہ سے لوگوں کی راہنمائی اور ہدایت کی مؤثر باتیں بیان کیں۔ اس سیشن کی آخری تقریر مکرم مولانا اظہر حنیف صاحب مبلغ انچارج امریکہ کی تھی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا ”حضرت احمد علیہ السلام تمام قومیں جن کی منتظر ہیں“۔ محترم مولانا صاحب نے بھی وقت کی اہم ضرورت اور چودھویں صدی میں آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت احمدؑ کی آمد کے بارے میں تفصیل سے روشنی ڈالی۔ آج کا یہ سیشن اس تقریر پر ختم ہوا۔

بروز ہفتہ ۳۰؍ جولائی

آج صبح کا سیشن تلاوت ، نظم اور ترجمہ کے بعد مکرم امیر صاحب کی صدارت میں شروع ہوا۔ اس کے اجلاس کی پہلی تقریر مکرم ڈاکٹر احسن محمود خان صاحب کی تھی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا ”قرآن کریم کی روشنی میں اس زمانے کی نئی ایجادات اور ان کے استعمال کے بہترین طریق واصول“۔

دوسری تقریر مکرم عاطف میاں صاحب نیشنل سیکرٹری تعلیم کی تھی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا ”وصیت موجودہ زمانے کی اقتصادی و معاشی حالت کا بہترین اور موثر حل“۔

اگلے مقرر مکرم حبیب شفیق صاحب تھے ۔ ان کی تقریر کا عنوان تھا ”مہد سے لحد تک دین سیکھو“ اور اس میں انہوں نے حضرت احمد علیہ السلام کی حیات طیبہ سے واقعات سنائے۔ مکرم ڈاکٹر بلال رانا صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ نے "JAHILIYYAT: THE DECLINE OF BELIEF IN THE UNSEEN" کے موضوع پر تقریر کی۔

اس سیشن کی آخری تقریر مکرم سید وسیم احمد صاحب نیشنل سیکرٹری تبلیغ نے کی آپ کی تقریر کا عنوان تھا ”دلوں کو اللہ تعالیٰ کی خاطر جیتنا ہی اصل جہاد ہے“۔

۳۰؍ جولائی دوسرا سیشن

کھانے اور نماز ظہر و عصر کے بعد ، شام سہ پہر ۴ بجے یہ سیشن مکرم ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب نائب امیر امریکہ کی زیر صدارت تلاوت و نظم سے شروع ہوا۔ اس سیشن کی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں غیر مذاہب اور غیر از جماعت مہمانان کرام کو بھی بلایا گیا تھا اس پروگرام کے انچارج مکرم امجد محمود خان صاحب نیشنل سیکرٹری امور خارجیہ تھے انہوں نے اپنی ٹیم کے ساتھ بڑی محنت سے کام کیا۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک کثیر تعداد غیر مسلم و غیر از جماعت مہمانوں کی اس میں شامل ہوئی۔ الحمدللہ مبلغین کی ایک ٹیم بھی جلسہ سے کافی عرصہ پہلے اس علاقے میں گورنمنٹ کے ہائی آفیشل اور دیگر سیاسی اور سماجی شخصیتوں کو جلسہ میں شامل ہونے کی دعوت دیتی رہی۔

اس سیشن کی اہم تقریر مکرم برادر نصیر اللہ احمد صاحب نے کی۔ آپ ملواکی کے صدر بھی ہیں ۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا "True Islam A Campaign Against Extremism"۔ آپ نے نہایت مؤثر رنگ میں اسلام کی پرامن تعلیم اور آنحضرت ﷺ کی ہدایات وتعلیمات کا نقشہ کھینچا۔ اور دہشت گردی کی ہر قسم کی مذمت کی اور بتایا کہ دہشت گردی کا اسلام میں یا آنحضرت ﷺ کی تعلیمات اور سنت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

آپ کی تقریر کے بعد درج ذیل مہمانان کرام نے سٹیج پر آکر جماعت احمدیہ کے بارے میں اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

1.Guest Speaker. Ambassador Jackie Walcott, Commissioner. U.S. Commission On International Religious Freedom

2.Guest Speaker. Nick Miccarelli. Member, Pennsylvania House of Representatives

3.Guest Speaker . Mark Cohen , Member Pennsylvania House of Representatives

.4.Guest Speaker. Carlo Sanchez. Member, Maryland House of Delegates

5. Guest Speaker . Martin O'Malley, Former Governor of Maryland

6. Guest Speaker. His Excellency Boackarikortu Stevens. Ambassador of Sierra Leone to the United States.

7. Introduction of Ahmadiyya Humanitarian Award Honoree

8. Guest Speaker. Dr. Milton Boniuk. Boniuk Institute for Religious Tolerance, Rice University (Award Honoree)

9. Guest Speaker . Craig Considine, Professor, Department of Sociology, Rice University

10. Guest Speaker. Brian Levin. Professor and Director of Center for Study of Hate and Extremism. California State University San Bernardino

11. Guest Speaker NBC today Video Clip + TED Hakey .JR Connecticut

12. Additional Acknowledgments

13. Chair's Concluding Remarks

الحمد للہ اس موقع پر ۳۵۰ سے زائد مہمانان کرام اس سیشن میں شامل ہوئے۔

تمام مہمانان کرام نے اپنی اپنی تقاریر میں جماعت احمدیہ کی امریکہ اور عالمی سطح پر امن کے بارے میں کوششوں کو سراہا۔ اور محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں کے نعرے کو بہت پسند کیا اور اپنی تقاریر میں اسلام کی امن کی تعلیمات کا بار بار ذکر کیا۔ مہمانوں نے اس موقع پر لگائی گئی تصویری نمائش کو بھی دیکھا جس کا انتظام و اہتمام مکرم کرنل فضل احمد صاحب اور ان کی ٹیم نے کیا تھا۔

اس موقع پر Dr. Milton Boniuk, Boniuk Institute for Religious Tolerance, Rice University کو احمدیہ مسلم جماعت کی طرف سے کیش کی صورت میں ایوارڈ دیا گیا۔

مکرم ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب نائب امیر جو اس سیشن کی صدارت کر رہے تھے نے آخر میں مہمانان کرام کا شکریہ ادا کیا اور امن کی کوششوں کے سلسلہ میں اسلام کی تعلیمات کا خلاصہ پیش کیا۔

اس سیشن کے اختتام پر تمام مہمانان کرام کو ڈنر پیش کیا گیا۔ جہاں پر مکرم امیر صاحب، صاحب زادہ مرزا مغفور احمد صاحب تمام نیشنل عاملہ اور مبلغین نے بھی مہمانوں کے ساتھ شرکت کی۔ مکرم عبد اللطیف بینیٹ صاحب نے سیکرٹری سٹیج کے فرائض سرانجام دیئے اور اس موقع پر بھی مہمانان کرام نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ جن کے اسماء درج ذیل ہیں۔

1. Dinner Speaker. Joyce Davis. Communications Director. Office Of Mayor Of Harrisburg, Pennsylvania (Presentation Of Mayor's Proclamation)

2. Dinner Speaker, Mr. George Halcovage. Schuylkill County Commissioner. Pennsylvania

3. Carol Bainchi, Mayor. Bernardt Township. New Jersey

4. Dinner Speaker. Munum Nameem. Executive Director Humanity First Usa(Presentation Of Humanity First Usa Awards And Description Of Nasir Hospital)

5. Dinner Speaker. Cathy Hozian. Arizona Democratic Party

6. Dinner Speaker. Rev. Mark Tonnesen, Pastor. St. Andrews Lutheran Church, Homstead. Florida

7. Dinner Speaker. Rev, Harold Eugene Thompson, Miami Beach Community Church, Florida

8. Rev. Nancy Amburn Grajek. Evangelical Lutheran Church. Ft.Myers, Florida

9. Kevin Scarpati, Mayor Of Meriden, Ct

10. Daniel Drew, Mayor Of Miffletown. Ct

جلسہ کا اختتامی سیشن

آج جلسہ کا آخری دن تھا اس کی صدارت مکرم و محترم صاحب زادہ مرزا مغفور احمد صاحب امیر جماعت امریکہ نے کی۔ تلاوت و نظم اور ان کے تراجم کے بعد آپ نے تعلیمی ایوارڈ تقسیم کیے جس میں مجلس انصار اللہ، مجلس خدام الاحمدیہ اور مجلس اطفال الاحمدیہ میں اول آنے والی مجالس میں علم انعامی دیئے گئے۔

اس کے بعد اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم ڈاکٹر منصور احمد قریشی صاحب نے ''خلافت راشدہ وقت کی اہم ضرورت'' کے عنوان پر کی۔ دوسری تقریر خاکسار سید شمشاد احمد ناصر مبلغ سلسلہ شکاگو نے ''شہداء کا متقین میں ایک اعلیٰ اور روحانی مقام'' کے عنوان پر کی۔ اور آخر میں مکرم امیر صاحب نے ''ذکر حبیب'' کے موضوع پر تقریر کی جس میں آپ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے واقعات بیان کئے کہ آپؑ نے کس طرح خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ کو سپرد کئے گئے مشن کو نبھایا اور آنحضرت ﷺ کی غلامی میں صحیح تعلیمات کو اجاگر کیا۔ آپ کی تقریر کے بعد مکرم منعم نعیم احمد صاحب نائب امیر نے Humanity First کے بارے میں گوئٹے مالا میں ہسپتال کی تعمیر کے بارے میں بتایا۔ محترم امیر صاحب نے اس پر جلسہ کے

اختتام کا اعلان کیا اور دعا کرائی۔

خواتین کا جلسہ

جلسہ سالانہ کے دوسرے دن خواتین نے بھی اپنے دو الگ اجلاسات کئے۔ یہ ہفتہ کا دن تھا اور پہلے سیشن کی صدارت مکرمہ محترمہ نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ محترمہ صالحہ ملک صاحبہ نے کی۔ صبح کا سیشن تلاوت و نظم اور ترجمہ کے ساتھ شروع ہوا۔ پہلی تقریر مکرمہ طاہرہ ظفر صاحبہ نے "قرآن ایک زندہ کتاب ہے" پر کی۔ دوسری تقریر محترمہ زونا احمد صاحبہ نے "حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام کی عشق الٰہی" پر کی۔ اس کے بعد ایک نظم پڑھی گئی اور پھر ایک تقریر اردو میں محترمہ زیبا ملک صاحبہ نے بعنوان ONE WOMAN'S VICTORY OVER IGNORANCE پر کی۔ جس کا انگریزی ترجمہ محترمہ ڈاکٹر عزیزہ رحمان صاحبہ نے پیش کیا۔ اس کے بعد صدر صاحبہ نے بچیوں میں تعلیمی ایوارڈ تقسیم کئے۔

ددوسرا سیشن محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ یو ایس اے کی صدارت میں تلاوت نظم اور ان کے تراجم سے شروع ہوا۔ پہلی تقریر محترمہ سائرہ ملک صاحبہ نے ISLAM BEYOND CULTURE AND ETHNICITY پر کی۔ دوسری تقریر محترمہ سعدیہ چودھری صاحبہ نے "میں احمدی ہوں" کے عنوان پر کی۔ جس کا مقصد احمدیت میں شامل ہونے والوں کو کن کن صبر آزما حالات سے گزرنا پڑتا ہے کا ذکر کیا۔ پھر ایک گروپ نظم ہوئی اور آخر پر محترمہ صدر لجنہ یو ایس اے صالحہ ملک صاحبہ نے "اتفاق و اتحاد" کے بارے میں اسلامی تعلیمات پیش کیں۔ دعا پر یہ اجلاس ختم ہوا۔

نمائش و بک سٹال

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال بھی جلسہ سالانہ میں نمائش لگانے کا اہتمام کیا گیا۔ مکرم کرنل فضل احمد صاحب اور ان کی ٹیم نے دن رات محنت سے کام کیا۔ اور نمائش لگائی جس میں خلافت احمدیہ کے ذریعہ مختلف ممالک میں جماعتی ترقی اور موجودہ دور میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے یورپین اور دیگر ممالک کے دوروں کی تصاویر نہایت دلکش انداز میں نمایاں تھیں۔ حضور انور کے مختلف ممالک میں سیاسی لیڈروں اور ہائی آفیشلز کے ساتھ ملاقات کی تصاویر، نمائش میں آویزاں تھیں۔

اسی طرح بک سٹال میں بھی نئی کتب اور پرانی کتب موجود تھیں۔ بک سٹال میں امریکہ سے شائع ہونے والی کتب کے علاوہ انگلستان، جرمنی اور انڈیا سے شائع ہونے والی کتب اور لٹریچر بھی موجود تھا۔ احباب نے بھرپور استفادہ کیا۔ الحمدللہ۔

خصوصی پروگرام

جلسہ سالانہ میں جلسہ کے پروگراموں کے علاوہ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جب کہ حاضرین پورے ملک سے تشریف لائے تھے بعض دیگر اجلاسات بھی منعقد کئے گئے۔ ان میں سے ایک اجلاس واقفین نو بچوں کا تھا۔ جس کا اہتمام نیشنل سیکرٹری صاحب وقف نو نے کیا اور مکرم محترم امیر صاحب صاحبزادہ مرزا مغفور احمد صاحب نے پروگرام میں شرکت فرمائی اور انعامات بھی تقسیم کئے۔

آمین کی تقریب

اس موقعہ پر آمین کی تقریب بھی تھی جس کے لئے مکرم محترم امیر صاحب نے خاکسار کو مقرر کیا۔ ۶۰ سے زائد بچے اور بچیوں کی تقریب آمین ہوئی۔ سب کو قرآن مجید کا تحفہ بھی دیا گیا۔

مکرم ڈاکٹر فاروق پیدر صاحب نیشنل سیکرٹری رشتہ ناتا نے بھی اپنا بوتھ اس موقع پر لگایا ہوا تھا۔ اور اس سلسلہ میں ایک ورکشاپ بھی ہوئی۔ جس سے احباب مستفید ہوئے۔ اس ورکشاپ میں رشتہ ناتا کے ضمن میں احباب کو جو مشکلات پیش آرہی ہیں ان کے حل کے مسائل اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے پر زور دیا گیا۔ اور مذہبی اقدار کو ترجیح دینے کی طرف توجہ دلائی گئی۔

جلسہ کی خاص باتیں

امریکہ میں جلسے کے تمام سیشن کی کارروائی انگلش میں ہی ہوتی ہے۔ لیکن کچھ احباب جماعت ایسے بھی ہیں جنہیں انگریزی سمجھنے میں دقت ہوتی ہے لہٰذا ان تمام احباب کے لئے گذشتہ سال کی طرح امسال بھی اردو میں ترجمہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ ایسے تمام احباب کو وائرلیس سیٹ مہیا کئے گئے تھے اور ایک بوتھ میں ہمارے انگریزی اور اردو دان اس کا ترجمہ کر رہے تھے۔ اسی طرح اردو کے علاوہ سپینش بولنے والوں کے لئے بھی سپینش میں ترجمہ کا انتظام تھا۔ الحمدللہ

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ سب کارکنان کو جزائے خیر دے اور جلسہ کی برکات سے سب کو کماحقہ فائدہ حاصل کرنے کی توفیق دے اور ہمارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو شاملین جلسہ کو پیغام ارسال فرمایا ہے ساری امریکہ کی جماعت کو اس پر عمل کرنے کی کماحقہ توفیق دے۔ آمین۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ پر عنایات خسروانہ

امتہ الباری ناصر

دیکھ لو میل و محبت میں عجب تاثیر ہے
ایک دل کرتا ہے جھک کر دوسرے دل کو شکار

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے فیض یافتہ بزرگ اصحاب کرامؓ میں حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے پیارے فتح نصیب جرنیل 'سلطان القلم کی فوج کے لئے اس کے شایان شان سپاہی ہر طرح کی صلاحیت اور مجاہدانہ روح سے مسلح کرکے جمع کر دیئے۔

اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا اَلْقَیْتُ عَلَیْکَ مَحَبَّۃً مِّنِّی و لتصنع علیٰ عینی کہ میں تیری محبت لوگوں کے دلوں میں ڈالوں گا اور میں اپنی آنکھوں کے سامنے تیری پرورش کروں گا۔ (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 223)

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ ۱۸۷۲ء میں پیدا ہوئے۔ قرآن پاک کی تعلیم کے لئے حضرت مولانا حکیم نورالدینؓ صاحب کے پاس جموں میں قیام پذیر رہے تعلیم کے بعد تدریس کا سلسلہ شروع ہوا انہیں کے ذریعے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے تعارف ہوا اور ۱۸۹۰ء میں قادیان حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے۔ مولا کریم نے آپ کے دل میں حضرت اقدسؑ کی محبت گاڑ دی تھی جو تادم آخر ہر لحہ بڑھتی چلی گئی قادیان سے قریب تر ہونے کے لئے جموں سے اگست، ستمبر 1895ء میں لاہور آ گئے۔ یہاں ۱۹۰۱ تک مقیم رہے۔ (تاریخ احمدیت جلد 9 ص 561) پہلے مدرسہ انجمن حمایت اسلام شیرا نوالہ دروازہ میں چھ ماہ تک ریاضی کے اُستاد رہے پھر یہ ملازمت ترک کرکے اکاؤنٹینٹ جنرل پنجاب لاہور کے دفتر میں کلرک لگ گئے۔ آپ کی رہائش مزنگ کے علاقہ میں تھی۔ لاہور سے پروانہ وار دیارِ محبوب کا رُخ رہتا۔

می پریدم سُوئے کُوئے تو مدام
من اگر میداشتم بال و پرے

پھر جنوری ۱۹۰۱ء میں ہجرت کرکے اپنے مرشد کے قدموں میں آ بسے۔ قادیان آکر قادیان کے ہو رہے۔ حضرت اقدسؑ کی محبت کے اسیر کو کہیں اور چین نہیں ملتا تھا۔ حضرت مفتی صاحب شمع کے گرد پروانے کی طرح گھومتے۔ ہر لحظہ قریب ترین رہنے کی کوشش میں رہتے تاکہ خدمت کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ پائے 'سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا' کی عمدہ مثال تھے۔ فدائیت کی ادائیں اللہ تعالیٰ کو پسند آئیں اور حضرت اقدسؑ کے دل میں آپؓ کی خدمت کی قدر پیدا فرمائی۔ حضرت مفتی صاحب نے اپنی کتاب 'ذکر حبیب' میں اس کی بہت سی دلفریب مثالیں درج کی ہیں۔

۱۸۹۱ء کی بات ہے حضرت اقدسؑ کی دید کی خاطر قادیان جانے کا ارادہ کیا تو معلوم ہوا آپؑ لدھیانہ تشریف لے گئے ہیں مفتی صاحبؓ لدھیانہ پہنچ گئے وہاں سے حضرت اقدسؑ کو امرتسر جانا تھا۔ آپؑ نے مفتی صاحب کو بھی ساتھ چلنے کا ارشاد فرمایا۔ ٹرین کا سفر تھا مفتی صاحب ٹرین رکنے پر تیزی سے جاکر خواتین کی خیر خبر لاکر حضرت اقدسؑ کو مطلع فرماتے۔ حضورؑ نے خوشنودی کا اظہار فرمایا

'آپ سفر میں بہت ہشیار ہیں'

یہ بھی ابتدائی زمانے کی بات ہے پادری عبداللہ آتھم والی پیشگوئی پوری ہونے پر حضرت مفتی صاحبؓ نے اسے ایک خط لکھا جس کی نقل حضرت اقدسؑ کو دکھائی آپ نے تحریر پسند فرمائی ارشاد فرمایا: 'اللہ ہی لکھواتا ہے'

مسیحائے زماں کے الفاظ دعا بن کر لگے اور اللہ تعالیٰ نے آپؓ سے اسلام کی تائید میں بہت لکھوایا عمر بھر قلم کا جہاد کیا اور خوب کیا۔ پروانوں کی فدائیت اور جاں نثاری مسلم ہے۔ آج اس مضمون میں محبوب کی قدردانی' شفقت اور محبت کے کچھ واقعات لکھ کر ایک مجسم محبت وجود کی یاد تازہ کریں گے۔

محبت کا تو اک دریا رواں ہے

ا۔ پاک ممبر۔ نظیف مٹی۔ پاک محب

دسمبر 1900 کا حضرت اقدس علیہ السلام کا الہام ہے 'لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں.... نظیف مٹی کے ہیں......لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں' (تذکرہ ص 325) حضرت مفتی صاحب اُن بیں خوش نصیبوں میں شامل ہیں جو اُن دنوں لاہور میں موجود تھے۔ اور قلبی اخلاص اور محبت کی وجہ سے مخلصین میں شمار ہوتے تھے جس کی آسمان سے تائید ہوئی۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ جن ایّام میں مَیں دفتر اکونٹنٹ جنرل لاہور میں ملازم تھا اور بعض دینی خدمات کے

خیال سے یا صرف حضرت صاحب کی ملاقات کے شوق میں بار بار قادیان آتا تھا بلکہ بعض مہینوں میں ایسا ہوتا کہ ہر اتوار میں قادیان آ جاتا ان ایّام میں عموماً حضرت صاحب مجھے واپسی کے وقت دو روپے مرحمت فرمایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ آپ کی اس دینی خدمت میں ہم بھی ثواب لینا چاہتے ہیں۔ اُن ایّام میں دو روپے میں لاہور قادیان کی آمد و رفت ہو جاتی۔ (ذکر حبیب ص331)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے قادیان سے جانے کا یکہ کا کرایہ خود ادا فرمانے کی وجہ بہت لطیف ہے۔ حضرت مفتی صاحبؓ لکھتے ہیں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: جس قسم کا اخلاص آپ مجھ سے بوجہ مسیح موعودؑ ہونے کے رکھتے ہیں اس اخلاص میں شریک ہو کر یہ ثواب حاصل کرنے کی خاطر ہم بھی آپ کے سفر خرچ میں کچھ حصہ ڈال دیتے ہیں

اسی طرح ایک دفعہ حضرت اقدس علیہ السلام نے مبلغ دو روپیہ حضرت مفتی صاحب کو دیئے اور فرمایا کہ ہم قادیان کی آمد و رفت میں خرچ کریں کیونکہ یہ ایک غریب آدمی نے بھیج کر لکھا ہے کہ کسی ایسی جگہ خرچ فرمانا جہاں مجھے بہت ثواب ہو اس لئے آپ اس کو اس سفر میں خرچ کریں۔ (رجسٹر روایات نمبر12 ص322 تا327)

۲۔ آپ کی آمد حضرت اقدس کی خوشیوں میں اضافہ کر دیتی

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں۔ ”مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ یوں تو حضرت صاحبؑ اپنے سارے خدام سے ہی محبت رکھتے ہیں لیکن میں محسوس کرتا تھا کہ آپ کو مفتی صاحب سے خاص محبت ہے جب کبھی آپ مفتی صاحب کا ذکر فرماتے تو فرماتے ’ہمارے مفتی صاحب‘ اور جب کبھی مفتی صاحب لاہور سے قادیان آیا کرتے تو حضرت صاحب ان کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے “.......(سیرۃ المہدی روایت نمبر298)

۳۔ پگڑی کے کپڑے میں کھانا

’جب میں قادیان سے واپس لاہور جایا کرتا تھا تو حضور اندر سے میرے لئے ساتھ لے جانے کے واسطے کھانا بھجوایا کرتے تھے چنانچہ ایک دفعہ جب میں شام کے قریب قادیان سے آنے لگا تو حضرت صاحب نے اندر سے میرے واسطے کھانا منگوایا۔ جو خادم کھانا لایا وہ یونہی کھلا کھانا لے آیا۔ حضرت صاحب نے فرمایا: ”مفتی صاحب یہ کھانا کس طرح ساتھ لے جائیں گے کوئی رومال بھی ساتھ لانا تھا۔ جس میں کھانا باندھ دیا جاتا۔ اچھا میں انتظام کرتا ہوں، اور پھر اپنے سر کی پگڑی کا ایک کنارا کاٹ کر اس میں وہ کھانا باندھ دیا۔‘(ذکر حبیب ص321)

۴۔ آموں کی دعوت

گاہے بگاہے حضور اپنے باغ سے آم منگوا کر خدام کو کھلاتے۔ ایک دفعہ عاجز راقم لاہور سے چند یوم کی رخصت پر قادیان آیا تھا۔ کہ حضور نے عاجز راقم کی خاطر ایک ٹوکرا آموں کا منگوایا اور مجھے کمرہ (نشست گاہ) میں بلا کر فرمایا:

”مفتی صاحب یہ میں نے آپ کے واسطے منگوایا ہے کھالیں۔“

میں کتنے کھا سکتا تھا۔ چند ایک میں نے کھا لئے اس پر تعجب سے فرمایا کہ آپ نے بہت تھوڑے کھائے ہیں۔“(ذکر حبیب ص326)

۵۔ رضائی محمود کی ہے اور دھسا میرا

”ایک دفعہ میں لاہور سے حضور کی ملاقات کے لئے آیا اور وہ سردیوں کے دن تھے۔ اور میرے پاس اوڑھنے کے لئے رضائی وغیرہ نہیں تھی۔ میں نے حضرت اقدس کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ حضور رات کو سردی لگنے کا اندیشہ ہے۔ حضور مہربانی کر کے کوئی کپڑا عنایت فرمائیں۔ حضرت صاحب نے ایک ہلکی رضائی اور ایک دھسا ارسال فرمائے اور ساتھ ہی پیغام بھیجا کہ رضائی محمود کی ہے اور دھسا میرا آپ ان میں سے جو پسند کریں رکھ لیں اور چاہیں تو دونوں رکھ لیں میں نے رضائی رکھ لی اور دھسا واپس بھیج دیا۔ اس خیال سے کہ چادر بہت قیمتی تھی اور نیز اس خیال سے کہ دُلائی صاحبزادہ صاحب کی مستعملہ تھی۔ “(ذکر حبیب 326,321)

٦۔ وضو کے واسطے پانی لا دیا

ایک دفعہ میں وضو کے واسطے پانی کی تلاش میں لوٹا ہاتھ میں لئے اُس دروازے کے اندر گیا جو مسجد مبارک میں سے حضرت صاحب کے اندرونی مکانات کو جاتا ہے تا کہ وہاں حضرت صاحب کے کسی خادم کو لوٹا دے کر پانی اندر سے منگواؤں اتفاقاً اندر سے حضرت صاحب تشریف لائے مجھے کھڑا دیکھ کر فرمایا۔ ”میں لا دیتا ہوں۔“ اور خود اندر سے پانی ڈال کر لے آئے اور مجھے عطا فرمایا۔“(ذکر حبیب 326)

جب عاجز راقم لاہور سے قادیان آیا کرتا تھا تو حضور مجھے عموماً صبح ہر روز پینے کے واسطے دودھ بھیجا کرتے تھے ایک دفعہ مجھے اندر بلایا ایک لوٹا دودھ کا بھرا ہوا حضور کے ہاتھ میں تھا اُس میں سے ایک بڑے گلاس میں حضور نے دودھ ڈالا اور مجھے دیا اور محبت سے فرمایا۔ آپ یہ پی لیں۔ پھر میں اور دیتا ہوں۔ میں تو اس

گلاس کو بھی ختم نہ کر سکا۔ ابھی اُس میں دودھ باقی تھا بس کر دی اور واپس کیا۔ تبسم کرتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ بس۔ آپ تو بہت تھوڑا پیتے ہیں۔(ذکر حبیب ص171)

۷۔ معمولی تحفے کی قدر دانی

حضرت اقدسؑ لوہے کی تلواروں کی بجائے قلم سے جہاد کرتے تھے کثرت سے لکھتے اس زمانے میں کانے کے قلم جس کو کلک بھی کہتے ہیں استعمال ہوتے جنہیں تھوڑی تھوڑی دیر میں سیاہی میں ڈبونا پڑتا حضرت مفتی صاحبؓ لاہور سے لوہے کی دو ٹیڑھی نبیں لائے اور عید کے موقع پر حضورؑ کی خدمت میں پیش کیں آپ نے بے حد پسند فرمائیں۔ خوشنودی کا اظہار ہی آپ کا انعام تھا پھر اور منگوا کر دیں اسی طرح کبھی اچھی قسم کے کاغذ اور لفافے بھی تحفہ دیتے۔ حضرت اقدسؑ نے تحریر فرمایا: ’آپ نے لفافے بھیج کر بہت آسانی کے لئے مجھے مدد دی جزاکم اللہ خیرا۔۔۔‘(ذکر حبیب ۳۴۶)

۸۔ الٰہی تمغہ

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اشتراک اَلْسِنَہ ثابت کرنے کے کام میں معاونت کرنے والوں کو دلی دعاؤں سے نوازا اور آخر میں جو نام تحریر فرمائے اُن میں چھٹا نام اخویم مفتی محمد صادق صاحب بھیروی ہے تحریر فرماتے ہیں کہ:۔ ہم اس جگہ اپنے ان دوستوں کا شکر ادا کرنے سے رہ نہیں سکتے جنھوں نے ہمارے اس کام میں زبانوں کا اشتراک ثابت کرنے کے لئے مدد دی ہے ہم نہایت خوشی سے اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے مخلص دوستوں نے اشتراک السنہ ثابت کرنے کے لئے وہ جان فشانی کی ہے جو یقیناً اس وقت تک اس صفحۂ دنیا میں یاد گار رہے گی جب تک کہ یہ دنیا آباد رہے ان مردان خدا نے بڑی بہادری سے اپنے عزیز وقتوں کو ہمیں دیا ہے اور دن رات بڑی محنت اور عرق ریزی اُٹھا کر اس عظیم الشان کام کو انجام دیا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ ان کو جنابِ الٰہی میں بڑا ثواب ہو گا کیونکہ وہ ایک ایسے جنگ میں شریک ہوئے ہیں جس میں عنقریب اسلام کی طرف سے فتح کے نقارے بجیں گے پس ہر ایک اُن میں سے الٰہی تمغہ پانے کا مستحق ہے۔ میں اس کیفیت کو بیان نہیں کر سکتا کہ وہ کیوں کر ہر یک جلسہ میں اشتراک نکالنے کے لئے اندر ہی اندر صدہا کوس نکل جاتے تھے اور پھر کیوں کر کامیابی کے ساتھ واپس آ کر کسی لفظ مشترک کا تحفہ پیش کرتے تھے یہاں تک کہ اسی طرح دنیا کی زبانیں ہمارے پاس جمع ہو گئی ہیں کبھی اس کو فراموش نہیں کروں گا کہ اس عظیم الشان کام میں ہمارے مخلص دوستوں نے وہ مدد دی جو میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن کے ذریعے سے میں اُس کا اندازہ بیان کر سکوں اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ یہ اُن کی محنتیں قبول فرماوے اور ان کو اپنے لئے قبول کر لیوے اور گندی زیست سے ہمیشہ دور اور محفوظ رکھے اور اپنا اُنس اور شوق بخشے اور اُن کے ساتھ ہو۔ آمین ثم آمین۔(منن الرحمٰن روحانی خزائن جلد 9ص144,143)

۹۔ اب وہ کتاب مل جائے گی

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں نے لاہور کی پبلک لائبریری میں ایک کتاب دیکھی جس میں یوز آسف کے نام کے گرجے کا حوالہ دیا گیا تھا۔ میں نے حضرت سے اس کا تذکرہ کیا۔ حضور نے فرمایا کہ وہ کتاب تو ضرور لانی چاہیے۔ حضور نے مجھے بھیجا۔ مگر خدا کی شان میں اس کتاب کا نام ہی بھول گیا۔ اس لئے مجھے خالی ہاتھ واپس آنا پڑا۔ اس واقعہ کے ٹھیک ایک ہفتہ کے بعد حضور نے فرمایا۔ کہ مفتی صاحب اب جائیے وہ کتاب آپ کو مل جائے گی۔ چنانچہ حسبِ ارشاد میں چلا گیا۔ نام میں تو بھول چکا تھا۔ لائبریرین کسی حاجت کے لئے باہر گیا ہوا تھا۔ اس کی میز پر اتفاقاً ایک کتاب میں نے اُٹھا کر دیکھی۔ تو وہ وہی کتاب تھی۔ جس کے لئے میں گیا تھا۔ لائبریرین آیا اس سے میں نے ذکر کیا۔ اس نے کہا۔ اگر آپ کچھ دیر پہلے آتے تب بھی آپ کو یہ کتاب نہ ملتی۔ کیونکہ یہ باہر گئی ہوئی تھی۔ اور یہ ابھی آئی ہوئی ہے۔ اور اگر آپ تھوڑی دیر بعد آپ آتے تب بھی آپ کو نہ ملتی۔ کیونکہ یہ ابھی اپنی جگہ پر رکھ دی جاتی۔ اور جس طرح آپ پہلے خالی واپس چلے گئے اسی طرح اب بھی خالی ہاتھ جانا پڑتا۔(ذکر حبیب صفحہ 339)

۱۰۔ دعا کی قبولیت کا فیض

حضور کے طفیل سے ہمیں بھی یہ شرف حاصل ہوا کہ ہماری دعائیں بھی قبول کی جاتی ہیں۔ ایک دفعہ جمعہ کا دن تھا۔ حضور نے مجھے فرمایا۔ آپ جائیے مجھے تو سر میں سخت درد ہو رہی ہے۔ میرے دل میں ایک درد پیدا ہوا۔ اور میں نے دعا کی کہ الٰہی حضرت کو جلد شفا ہو جائے۔ اتنے میں دیکھا کہ حضرت صاحب بھی تشریف لے آئے ہیں اور فرمایا۔ مفتی صاحب آپ چلے آئے تو میری درد بھی اچھی ہو گئی۔(ذکر حبیب صفحہ 165)

۱۱۔ تزکیہ نفس کی دعا ایک مکتوب میں

”محبی اخویم مفتی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

میں آپ کے لئے ہمیشہ دعا کرتا ہوں اور مجھے نہایت قوی یقین ہے کہ آپ تزکیہ نفس میں ترقی کریں گے اور آخر خدا تعالیٰ سے ایک قوت ملے گی جو گناہ کی زہریلی ہوا اور اُس کے اُبال سے بچائے گی۔

خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور مکروہاتِ دین و دنیا سے بچائے آمین ثم آمین۔ فیصلہ عمر سے خوشی ہوئی الحمدللہ آپ کے اخلاص اور محبت سے نہایت دل خوش ہے۔ خدا تعالیٰ ربّانی طاقت سے آپ کو بے نظیر استقامت بخشے۔" (18جولائی1896)

۱۲۔ مخدوم نے خدمت کا نمونہ دکھایا

"مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ میں لاہور سے قادیان آیا ہوا تھا غالباً1897یا1898ء کا واقعہ ہو گا۔ مجھے حضرت صاحب نے مسجد مبارک میں بٹھایا جو کہ اس وقت ایک چھوٹی سی جگہ تھی۔ فرمایا کہ آپ بیٹھیے میں آپ کے لئے کھانا لاتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ اندر تشریف لے گئے۔ میرا خیال تھا کہ کسی خادم کے ہاتھ کھانا بھیج دیں گے۔ مگر چند منٹ کے بعد جبکہ کھڑکی کھلی تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ اپنے ہاتھ سے سینی اُٹھائے ہوئے میرے لئے کھانا لائے۔ مجھے دیکھ کر فرمایا کہ آپ کھانا کھایئے میں پانی لاتا ہوں۔ بے اختیار رقت سے میرے آنسو نکل آئے کہ جب حضرت ہمارے مقتدا پیشوا ہو کر ہماری یہ خدمت کرتے ہیں تو ہمیں آپس میں ایک دوسرے کی کس قدر خدمت کرنی چاہیے۔" (ذکر حبیب ص327)

۱۳۔ چل کے خود آئے مسیحا کسی بیمار کے پاس

جب میں لاہور میں ملازم تھا اور وہاں اکونٹنٹ جنرل کے دفتر میں آڈیٹر تھا تو وہاں میں ایک دفعہ ایسا بیمار ہو گیا۔ کہ دن رات چارپائی پر لیٹا رہتا۔ اور کہیں آنے جانے کی ہمت نہ تھی۔ اتفاق سے انہی دنوں میں حضرت مسیح موعودؑ چند روز کے لئے قادیان سے لاہور تشریف لے گئے اور لاہور میں منشی تاج الدین صاحب احمدی کے مکان پر مقیم ہوئے۔ سب دوست حضور سے ملنے کے لئے جاتے رہے۔ مگر میں بسبب علالت نہ جا سکا۔ ایک دن حضور نے اپنی مجلس میں دوستوں سے ذکر کیا کہ مفتی صاحب ہمیں ملنے نہیں آئے کیا سبب ہے؟ دوستوں نے عرض کیا کہ مفتی صاحب ایسے بیمار ہیں کہ چل نہیں سکتے۔ حضور نے فرمایا۔ وہ چل نہیں سکتے تو ہم تو چل سکتے ہیں۔ ہم اُن کی بیمار پُرسی کے لئے چلیں گے۔ چنانچہ دوسری صبح حضور میرے مکان پر تشریف لائے۔ میں اس وقت لاہور کے محلہ ستھاں میں ایک کرایہ کے چھوٹے سے چوبارے میں رہتا تھا۔ حضور اس چوبارے میں میرے پاس تشریف لائے۔ صاحبزادہ محمود احمد اور حضرت مولوی نور الدین صاحب آپ کے ساتھ تھے۔ چند اور دوست بھی تھے مگر وہ نیچے گلی میں کھڑے رہے۔ چونکہ اُوپر مکان تنگ تھا۔ حضور میرے پاس چارپائی پر بیٹھ گئے اور حالات دریافت فرماتے رہے اور مختلف باتیں ہوتی رہیں۔ قریباً ایک گھنٹہ کے بعد حضور نے پینے کے واسطے پانی مانگا۔ جو میری بیوی نے پاس کے کمرہ سے پیش کر دیا۔ جب حضور پی چکے تو میں نے ہاتھ بڑھایا تا کہ باقی پانی میں پی سکوں۔ حضور نے فرمایا۔ کیا آپ پئیں گے میں نے عرض کیا۔ پیوں گا۔ تب حضور نے فرمایا اچھا میں اس میں دم کر کے دیتا ہوں۔ حضور نے کچھ پڑھ کر اس میں دم کر کے مجھے دیا۔ اور میں نے پی لیا۔ اس کے بعد حضور نے فرمایا۔ کہ آپ بیمار ہیں۔ اور لکھا ہے کہ بیمار کی بھی دعا قبول ہوتی ہے۔ آپ ہمارے سلسلہ کی ترقی اور کامیابی کے واسطے دعا کریں۔ (الحکم 21تا28جون 1943)

۱۴۔ عشاء سے فجر ہو گئی

مفتی صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں: "ایک شب 1897ء میں عاجز نے حضرت مسیح موعودؑ کے حضور میں ایک مضمون کے نقل میں گزاری تھی یہ مضمون حضرت صاحب ڈاکٹر کلارک والے مقدمہ میں بطور جواب دعویٰ لکھ رہے تھے حضرت صاحب مضمون لکھتے تھے اور میں اُس کی صاف نقل پر مامور تھا۔ برادرم مرحوم مرزا ایوب بیگ صاحب اُس مسودہ کو پڑھتے تھے اور میں لکھتا تھا۔ اس طرح حضرت کے حضور عشاء سے اذانِ فجر تک ہم اس صحن میں حاضر رہے۔ گرمی کی راتیں تھیں۔" (ذکر حبیب ص169)

۱۵۔ الہام لکھنے کی سعادت

۱۸۹۷ء میں حضرت مفتی صاحبؓ سفر گورداسپور میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی خدمت میں رہتے۔ رات کے وقت کمرے میں ہی چارپائی ڈال کر سو رہتے۔ سونے میں بھی ہشیار اور فکرمند رہتے کہ کہیں ایسا نہ ہو حضرت اقدسؑ کو کوئی کام ہو اور آپ کی گہری نیند کی وجہ سے آپ کو زحمت ہو۔ ہلکی سی آواز پر اُٹھ بیٹھتے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ آپؑ مفتی صاحب کی چارپائی پر بیٹھ کر آپ کے بدن پر اپنا دستِ مبارک رکھتے جس سے آپ فوراً بیدار ہو جاتے۔ بالعموم ایسا اُس وقت ہوتا جب کوئی تازہ الہام لکھوانا ہوتا۔ سفر گورداسپور میں ایک دن سب لوگ کچہری گئے ہوئے تھے آپ لیٹے ہوئے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سو رہے

ہیں اس حالت میں آپ نے سر اُٹھایا اور فرمایا مجھے الہام ہوا ہے لکھ لو اتفاق سے اُس وقت وہاں لکھنے کے لئے کچھ نہ تھا آپ باورچی خانے سے کوئلہ لائے اور کاغذ پر لکھا حضور نے وقفے وقفے سے چند الہامات لکھوائے۔ (خلاصہ :۔ذکر حبیب ص319)

۱۶۔ تین دن۔ تین سال

ایک دفعہ تین دن کی چھٹی تھی۔ قادیان آتے ہوئے بے چین ہو کر دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان تین دنوں کو تین سالوں جیسی طوالت دے دے۔ قادیان پہنچے تو حضور نے ارشاد فرمایا مفتی صاحب آپ بڑے عمدہ وقت پر پہنچے ہیں۔ آپ کے آنے کے ساتھ ہی ایک کتاب تفسیر بائبل پہنچی ہے لیکن انگریزی میں ہے آپ مجھے پڑھ کر سنا دیں ساتھ ہی پوچھا آپ کی رخصت کتنی ہے۔ عرض کی تین دن۔ فرمایا۔ ''تین دن میں انشاءاللہ ختم ہو جائے گی۔'' آپ یہ کہہ کر کہ مفتی صاحب کو اندر لے گئے اب سارا دن حضور اس کتاب کو سنتے رہے یا مفتی صاحب تھے یا حضور۔ باہر تشریف لائے تو مفتی صاحب کے ساتھ کھانا پینا سب حضور کے ساتھ۔ یہاں تک کہ تین دن اسی طرح گزر گئے۔ (الفضل 13 جولائی 1923ء ص10) (ذکر حبیب ص234)

۱۷۔ تحائف

ایک بار حضرت مفتی صاحبؓ موسم گرما کی رخصتوں میں قادیان تشریف لائے ہوئے تھے۔ حضرت مولانا حکیم نور الدینؓ قادیان ہجرت کر چکے تھے۔ وہ مکان بن چکا تھا جہاں آپ مطب کیا کرتے تھے۔ حضرت مفتی صاحبؓ قریباً سارا وقت اسی مطب میں گزارتے تھے۔ ایک دن حضرت اقدسؑ اکیلے وہاں تشریف لے آئے ہاتھ میں کچھ کتابیں تھیں آپ بے تکلفی سے اُسی چٹائی پر بیٹھ گئے جہاں آپ کے دو غلام بیٹھے تھے۔ آپ نے حضرت حکیم صاحب سے فرمایا: ''یہ چند نسخے 'سرمہ چشم آریہ' کے میرے پاس پڑے ہوئے تھے میں لایا ہوں کہ حسبِ ضرورت آپ تقسیم کر دیں۔'' حضرت مفتی صاحبؓ نے عرض کی کہ ایک مجھے چاہیے۔ آپ نے ایک نسخہ عنایت فرمایا۔

مفتی صاحبؓ ایک دفعہ لاہور سے قادیان آئے ہوئے تھے مسجد سے جوتا گم ہو گیا جب حضرت اقدسؑ کو معلوم ہوا تو اپنا پرانا جوتا عنایت فرمایا۔ ایک دفعہ آپ نے ایک جیبی گھڑی حضرت اقدسؑ کی خدمت میں پیش کی آپ نے اندر بلایا اور فرمایا۔ ''ہمارے پاس دو گھڑیاں ہیں ..... یہ آپ لے جائیں۔'' اور دونوں گھڑیاں مفتی صاحب کو عنایت فرمائیں۔ (خلاصہ ذکر حبیب ص45)

۱۸۔ آپ بیٹھے رہیں

1903ء میں مقدمہ کرم دین کے ایام میں ایک دن گورداسپور میں بالا خانہ پر حضرت مسیح موعودؑ ایک چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے خواجہ کمال الدین صاحب وکیل اور چند دوسرے اصحاب نیچے دری پر بیٹھے تھے مفتی صاحبؓ حضرت اقدسؑ کے پاؤں دبا رہے تھے سردی کا موسم تھا۔ خواجہ صاحب نے عرض کی کہ چند قانونی امور پر حضور سے گفتگو کرنی ہے دوسرے دوست اُٹھ جائیں تاکہ خلوت ہو جائے آپ بھی اُٹھنے لگے تو حضور نے فرمایا۔ 'آپ بیٹھے رہیں آپ کے ہاتھ گرم ہو چکے ہیں۔' (ذکر حبیب ص110)

۱۹۔ حضرت اقدسؑ کی غلام نوازی کا ایک عجیب واقعہ

حضرت مفتی صاحب نے بیان فرمایا۔

''ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضور کو مقدمات وغیرہ کے لئے اکثر گورداسپور جانا پڑتا تھا۔ اور عموماً یکوں کا انتظام میں ہی کیا کرتا تھا۔ میں سب کو یکوں میں بٹھا کر پھر حضور سے آکر پوچھتا کہ حضور تو اکیلے ہی یکہ میں بیٹھیں گے۔ تو آپ فرما دیتے کہ آپ میرے ساتھ بیٹھ جائیں۔ میں گرمی کی دھوپ کا خیال کر کے حضور کو سائے والی طرف بیٹھاتا۔ اور خود دھوپ والی طرف بیٹھ جاتا۔ میں دل میں خیال کرتا تھا کہ شاید حضور نے اس بات کو محسوس نہیں کیا۔ مگر ایک روز یہ بات بھی کھل گئی۔ ایک دفعہ ہم گورداسپور گئے اور سخت گرمی کے وقت واپس آنا تھا۔ کیونکہ حضور کے گھر میں کچھ علالت تھی۔ وہاں ٹھہر نہ سکتے تھے۔ گیارہ بارہ بجے کا وقت تھا۔ دھوپ سخت پڑ رہی تھی۔ خدا نے ایسا فضل کیا کہ اسی وقت ایک چھوٹی سی بدلی ہمارے یکہ کے اوپر آگئی اور قادیان تک وہ ہمارے ساتھ ساتھ آئی۔ حضور نے فرمایا۔ دیکھو خدا نے کتنا بڑا فضل کیا کہ اتنی بڑی سخت گرمی میں اس نے سایہ کرنے کے لئے بادل بھیج دیا۔ فرمایا ایک دفعہ پہلے بھی ہمارے ساتھ ایسا واقعہ گزرا ہے۔ امرتسر سے بٹالہ کو میں نے آنا تھا۔ ایک ہندو بھی میرے ساتھ سوار ہوا۔ آپ تو اس بات کا خیال رکھتے ہیں کہ مجھے سایہ والی طرف بٹھاتے ہیں مگر اس ہندو نے مجھے سایہ والی طرف سے اُٹھا دیا اور آپ بیٹھ گیا۔ خدا نے ایک بادل بھیج دیا۔ جس نے بٹالہ تک ساتھ دیا۔ اور ٹھنڈی ہوا اس طرف سے آتی تھی۔ جدھر میں بیٹھا ہوا تھا۔ آخر وہ ہندو کہنے لگا۔ رام رام مہاراج آپ کو تو خدا نے بہت اچھی جگہ دے دی۔''

۲۰۔ روحانی جسمانی علاج

دسمبر 1903 کا ذکر ہے ایک دن نماز مغرب ادا کر کے حضورؑ تشریف لے جانے لگے تو مفتی صاحبؓ نے عرض کی کہ سر درد اور متلی وغیرہ کی شکایت ہے۔

حضرت اقدسؑ نے فرمایا۔

آج شب کو کھانا نہ کھانا اور کل روزہ نہ رکھنا۔ سکنجبین پی کر اس کی قے کریں۔ پھر حضرت مفتی صاحب سے مکان کی نسبت دریافت فرمایا اور فرمایا کہ ”اس کے مالکوں کو کہو کہ روشندان نکال دیں اور آج کل گھر میں خوب صفائی رکھنی چاہیے اور کپڑوں کو بھی بالکل صاف ستھرا رکھنا چاہیے۔ آج کل دن بہت سخت ہیں اور ہوا زہریلی ہے اور صفائی کا خیال رکھنا تو سنت ہے قرآن شریف میں بھی لکھا ہے۔وَ ثِیَابَکَ فَطَھِّرْ وَ الرُّجْزَفَاھْجُرْ“ (البدر 14 دسمبر 1903)

۲۱۔ ماں سے زیادہ پیار کرنے والا وجود

1904 کی بات ہے مفتی صاحبؓ کو ہلکا ہلکا بخار رہنے لگا مدرسہ کے کام کی طرف خاطر خواہ توجہ نہ ہو سکی تھی۔ حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحبؓ کا علاج تھا مگر فائدہ نہ ہوا تو مسیحائے زماںؑ نے خود دوائیں دینی شروع کیں جس دوا سے فائدہ ہوا وہ ایک گولی تھی جو حضورؑ خود اپنے ہاتھ سے بناتے تھے اور روزانہ بنا کر بھیجتے تھے۔

اُس وقت سے وہ کمزوری مجھ سے دُور ہو گئی اور پھر اُس نے مجھے نہ ستایا۔

آپ کی بیماری میں آپ کی والدہ صاحبہ قادیان تشریف لائی ہوئی تھیں۔ انہوں نے حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کی درخواست کی حضورؑ نے فرمایا۔

”ہم تو اُن کے لئے دعا کرتے ہی رہتے ہیں آپ کو خیال ہو گا کہ صادق آپ کا بیٹا ہے اور آپ کو بہت پیارا ہے۔ لیکن میرا دعویٰ ہے کہ وہ مجھے آپ سے زیادہ پیارا ہے۔ “(ذکر حبیب ص325)

ایک دفعہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ بیت مبارک میں تشریف فرماتھے۔ ان دنوں حضرت مولوی عبدالکریم کچھ بیمار تھے کسی نے عرض کی حضور مولوی صاحب بیمار ہیں ان کی نسبت فکر ہو رہی ہے حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمایا۔

”مجھے تو مفتی صاحب کی فکر رہتی ہے یہ بہت دُبلے پتلے ہیں۔“

(الفضل 7 جنوری 1936 ص4)

۲۲۔ برگزیدہ رکن، جوانِ صالح

قادیان سے البدر کا اجراء 31 اکتوبر 1902ء کو ہوا تھا۔ البدر کے مالک و مدیر محمد افضل صاحب تھے اور مینجر منشی فیض عالم صاحب صابر تھے۔ محمد افضل صاحب 21 مارچ کو انتقال کر گئے جس پر اخبار معراج الدین عمر صاحب نے خرید لیا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مفتی صاحب کو اس کا ایڈیٹر مقرر فرمایا۔30 مارچ 1905 کو ایک خاص اعلان کے ذریعہ جماعت کو اطلاع دی۔

”میں بڑی خوشی سے یہ چند سطریں تحریر کرتا ہوں کہ اگرچہ منشی محمد افضل مرحوم ایڈیٹر اخبار البدر قضائے الٰہی سے فوت ہو گئے ہیں مگر خدا تعالیٰ کے شکر اور فضل سے اُن کا نعم البدل اخبار کو ہاتھ آ گیا ہے یعنی ہمارے سلسلہ کے ایک برگزیدہ رکن، جوان صالح اور ہر ایک طور سے لائق جن کی خوبیوں کو بیان کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ یعنی مفتی محمد صادق صاحب بھیروی قائم مقام منشی محمد افضل صاحب مرحوم ہو گئے ہیں۔

میری دانست میں خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے اس اخبار کی قسمت جاگ اُٹھی ہے کہ اس کو ایسا لائق اور صالح ایڈیٹر ہاتھ آیا۔ خدا تعالیٰ یہ کام اُن کے لئے مبارک کرے آمین ثم آمین

خاکسار مرزا غلام احمد۔30 مارچ 1905۔(البدر 16 اپریل 1905)

بدر کی ادارت کے دوران آپ نے کئی سلسلے شروع کئے خاص طور پر حضرت اقدسؑ کے الہامات ساتھ کے ساتھ احباب تک پہنچنے لگے اس پر حضورؑ نے خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے اخبار الحکم اور بدر کے لئے فرمایا

”یہ اخبار ہمارے دو بازو ہیں الہامات کو فوراً ملکوں میں شائع کرتے ہیں اور گواہ بنتے ہیں۔“(بدر 8 جون 1905)

۲۳۔ حسنِ کارکردگی پر اعتماد

مفتی صاحبؓ نے فرمایا۔ قبل نماز ظہر عاجز راقم سے حضرت مسیح موعودؑ نے دریافت کیا کہ آیا شیخ یعقوب علی صاحب اشتہار النداء کے انطباع کے انتظام کے واسطے لاہور چلے گئے ہیں میں نے عرض کی کہ صبح چلے گئے ہیں فرمایا۔ ”ہمارا جی چاہتا ہے کہ آپ بھی جائیں اور پروف کو بغور پڑھ کر درست کر دیں۔“

چنانچہ حسب الحکم یہ عاجز شام کو لاہور چلا گیا اور چار روز کے بعد واپس دارالامان حاضر ہوا۔(بدر جلد 1 نمبر 4 صفحہ 6 مورخہ 27 اپریل 1905)

۲۴۔ ”آپ نے اس کام میں خوب ہمت کی“

خوشنودی کا یہ کلمہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی زبان مبارک سے نصیب ہونے کا باعث ایک کار خدمت تھا جس کی آپ کو بتوفیق الٰہی سعادت حاصل ہوئی۔ ملفوظات جلد پنجم ص 479 پر درج ہے۔ ”تین سال کے اندر طلبِ نشان

والی پیشگوئی کے اشتہار کا انگریزی ترجمہ ہو کر لاہور میں طبع ہونے کے واسطے آیا ہوا تھا۔ اس کو لے کر ہفتہ کی شام کو میں یہاں سے روانہ ہوا اور چھینہ کے سٹیشن پر اُتر کر دارالامان کو روانہ ہوا۔ راستہ میں سے چراغ علی صاحب جو کہ حامد علی صاحب کے چچا ہیں نہایت مہربانی سے میرے ساتھ ہوئے اور میرا ابوجھ اُٹھایا اور مجھے راستہ دکھایا اور ہم دارالامان پہنچے فالحمدللہ علیٰ ذالک۔ نماز فجر کے وقت حضور اقدسؑ کی زیارت مسجد میں ہوئی جس سے قلب کو نور حاصل ہوا اور نماز فجر کے بعد آپ نے وہ انگریزی اشتہار اوّل سے آخر تک سنا۔ عبارت انگریزی پڑھ کر اور ہر ایک فقرہ کے ساتھ ترجمہ کر کے میں نے سنایا اور اس کے بعد آپؑ اندر تشریف لے گئے اور پھر نو بجے کے قریب سیر کے واسطے تشریف لائے ملتے ہی فرمایا۔'آپ نے اس کام میں خوب ہمت کی۔'

۲۵۔ علمی تحقیق پر داد

حضرت مفتی صاحب کی خوش بختی اور خوشی کا اندازہ لگایئے جب گاہے گاہے حضرت اقدس علیہ السلام کا اس قسم کا ارشاد موصول ہوتا ہو گا کہ کوئی علمی نکتہ یا معلومات درکار ہیں۔ آپ ہمہ تن سرشاری اور سرگرمی سے مطلوبہ معلومات بہم پہنچا کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوں گے مثال کے طور پر یہ ارشاد ملاحظہ کیجیے:۔

'آپ براہ مہربانی اس وقت جہاں تک جلد ممکن ہو تین باتوں کی نقل کر کے بھیج دیں اوّل وہ انجیل جس کا رات ذکر ہوا تھا۔ اس کا نام اور باب اور ایک وہ جس کا یہ مضمون ہے کہ مسیح صلیب سے نہیں مرا گلیل میں موجود ہے دوسرے پطرس کی تحریر مع حوالہ تیسرے جرمن کے پچاس پادریوں کا قول کہ مسیح صلیب سے نہیں مرا شاید انسائیکلوپیڈیا میں یہ قول ہے۔ اس وقت یہ مضمون لکھ رہا ہوں جلد یہ تحریریں آجائیں تو بہتر ہو گا۔"(ذکر حبیب 348,347)

'آپ جلد مجھے اس بات سے اطلاع دیں کہ یورپ یا امریکہ کے عیسائیوں میں سے کوئی ایسا آدمی یا چند آدمی ہیں جو ہمارے سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں اور صاف لفظوں میں اس کا اظہار کیا ہے ان کا نام پورا مع سکونت خوشخط اردو میں ابھی بھیج دیں ضرورت ہے۔' (مکتوبات دسمبر 1904 ....ذکر حبیب ص 351)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ پیشگوئی ذوالقرنین کے پورا ہونے کی گفتگو فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا۔

"ذوالقرنین اس لئے نام رکھا کہ وہ دو صدیوں کو پائے گا اب جس زمانہ میں خدا نے مجھے بھیجا ہے سب صدیوں کو جمع کر دیا ہے۔ کیا یہ انسانی طاقت میں ہے کہ اس طرح پر دو صدیوں کا حساب ہو جاوے ہندوؤں کی صدی بھی پائی اور عیسائیوں کی بھی ۔ مفتی صاحب نے کوئی 16 یا 17 صدیاں جمع کر کے دکھائی تھیں۔ "(ملفوظات جلد 2 صفحہ 140)

۲۶۔ بزرگانِ اُمّت کی قبور کی زیارت:۔

1905 میں حضرت مسیح موعودؑ نے دہلی تشریف لے جانے کا ارادہ فرمایا تو آپ کے حکم اور اجازت سے چند خدام بھی ساتھ گئے حضرت مفتی صاحب کی طبیعت بیمار تھی اور چند روز بخار رہا تھا، حضور نے فرمایا:" چلے چلو تبدیلئ آب وہوا سے فائدہ ہو تا ہے۔"(ملفوظات جلد چہارم ص486)

23 اکتوبر کو دہلی پہنچے دوسرے روز صبح حضرت مفتی صاحب نے بعض احباب کی خواہش پر سیر دہلی کی اجازت چاہی تو حضور نے فرمایا لہو ولعب کے طور پر پھرنا درست نہیں یہ فضول بات ہے میں اس کو پسند نہیں کرتا۔ ہاں یہاں اکثر اولیاء اللہ اور اکابر اُمّت کے مزار ہیں ان پر جانے کا ہمارا بھی ارادہ ہے کہ ہو آئیں۔ آپ نے مفتی صاحب کو ایسے بزرگان کی فہرست بنانے کا ارشاد فرمایا۔ پھر مع خدام ان کی قبروں کی زیارت کی اس دوران قبروں کی زیارت کے متعلق آداب بیان فرمائے۔(الحکم 10 مارچ 1906)

۲۷۔ بچوں کی وفات پر صبر کی تلقین

3 جون 1905ء حضرت مفتی صاحب کی لڑکی سعیدہ بیگم بعمر تین سال آٹھ ماہ بعارضہ ام الصبیاں فوت ہوئی حضرت مسیح موعودؑ نے مع جماعت باغ میں جنازہ پڑھا اور فرمایا۔

"اولاد جو پہلے مرتی ہے وہ فرط ہوتی ہے حضرت عائشہؓ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی تھی کہ جس کی کوئی اولاد نہیں مرتی وہ کیا کرے گا؟ فرمایا'میں اپنی اُمّت کا فرط ہوں'

آپ صبر کریں اللہ تعالیٰ چاہے گا تو اس کے عوض میں لڑکا دے گا۔ صبر تو خواہ مخواہ کرنا ہی پڑتا ہے۔ لڑکیوں کے معاملات بھی مشکل ہوتے ہیں۔اَلْخَیْرُ فِیْ مَا وَقَعَ۔"(ملفوظات جلد چہارم ص291)

زورِ بازو سے نہیں ملتی سعادت ایسی
صرف احسان ہے مولیٰ کا عنایت ایسی

آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے

ذکرِ خیر حضرت میاں کرم دین صاحبؓ مرحوم بھیروی

امۃ اللطیف، آسٹن

ذکرِ خیر ہمارے پیارے دادا جان 'حضرت میاں کرم دین صاحب مرحوم بھیروی کا جن کی یاد ہمیں ہمیشہ ایک ٹھنڈی ہوا کا خوشگوار جھونکا لگتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسانی دماغ کو ایک نہایت پیچیدہ عضو بنایا ہے کہ انتھک کوششوں کے باوجود کوئی یہ نہ سمجھ سکا کہ یادیں اسکی سلوٹوں میں اسکی تہوں میں جو خون، خلیوں اور اعصاب پر مشتمل ہیں کیسے تازہ رہتی ہیں۔ سالہا سال کی گزشتہ باتیں نہیں بھول سکتے۔

اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے اس قیمتی خزانے میں ہمارے دادا جان مرحوم کی یادیں آج بھی تازہ ہیں۔ یہ یادیں بند آنکھوں کے آگے ایک فلم کی طرح گزرنے لگتی ہیں۔ آج پھر اس پیارے وجود کی یادیں ایک ایک کر کے ذہن کے پردے پر اُمڈتی آرہی ہیں۔

'دادا جان' کے لفظ کے ساتھ ایک پیار اور شفقت سے بھرپور وجود ذہن میں آتا ہے۔ ہمارے دادا جان میری پیدائش سے قبل ہی اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو چکے تھے۔ ہم نے ان کا ذکر اپنی پھوپھیوں سے سنا ہے جو ہمیشہ پیاری پیاری کہانیوں اور واقعات کی صورت میں ہمیں ان کی باتیں بتایا کرتی تھیں۔ جب وہ کہانی کی طرح ان کی زندگی کے واقعات ہمیں سناتیں تو ہم حسرت سے اپنی پھوپھیوں کی طرف دیکھتے کہ انہوں نے دادا جان کے ساتھ وقت گزارا ہوا ہے ان سے باتیں کی اور سُنی ہوئی ہیں۔ ہماری خواہش ہوتی کہ کاش ہم بھی دادا جان کی صحبت سے فیض یاب ہو سکتے، ان کی گود میں بیٹھ کر ان کی باتیں سنتے اور اُن کی داڑھی کے بالوں سے کھیلتے۔ کاش ہمارے ہوش سنبھالنے تک وہ زندہ رہتے اُنہی کی زبان سے ہم پیاری پیاری باتیں سُنتے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس سادہ منکسر المزاج صحابی پر ہزار ہار حمتیں نازل کرتا رہے ان کے اعلیٰ علیّین میں درجات بلند سے بلند تر کرتا جائے، آمین۔

ہمارے پیارے دادا جان کا نام محترم میاں کرم دین صاحب تھا۔ آپ کے آباؤ اجداد 'احمد آباد جو دریائے جہلم کے کنارے آباد ہے کے رہنے والے تھے۔ ہمارے دادا جان کی شادی طالعاں بی بی صاحبہ سے ہوئی۔ دادا جان مرحوم کے ہاں بیٹیاں ہی پیدا ہوئیں۔ دادا جان اور دادی جان نے اپنی بیٹیوں کی تربیت اسلامی رنگ میں کی۔

حضرت سیٹھ اللہ جوایا صاحب آف بھیرہ اپنی شرافت کی وجہ سے بہت مشہور تھے۔ ان کو دو بیٹوں کے لئے پڑھی لکھی نیک لڑکیاں بہوؤں کے طور پر چاہئے تھیں۔ ان کو کسی نے دادا جان کا بتایا کہ ان کی بیٹیاں پڑھی لکھی اور سلجھی ہوئی ہیں۔ چنانچہ دادا جان مرحوم کی دو بڑی بیٹیاں سیٹھ صاحب کے دو بڑے بیٹوں سے بیاہی گئیں۔ ان کی شادیوں کے بعد دادا جان مرحوم نے بھیرہ میں رہائش اختیار کی۔ بھیرہ ہی وہ شہر ہے جس کے بارے میں محترم ثاقب زیروی صاحب نے کہا ہے ؎

قابلِ صد ناز ہے ثاقبؔ یہ بھیرہ کی زمیں
جس میں اترا ہے مسیحِ موعودؑ کا نورِ نگیں

حضرت خلیفۃ المسیح الاول الحاج حکیم نور الدینؓ بھیروی اسی شہر بھیرہ کے رہنے والے تھے۔ آپ کا گھر اور مطب بھی بھیرہ میں ہی تھا۔ قرب وجوار سے امیر وغریب لوگ علاج کے لئے آپ کے پاس آتے۔ یہ وہی نور الدین صاحب مرحوم ہیں جنہوں نے عروس البلادِ عربیہ میں جاکر تحصیلِ علم کی خواہش کو پورا کیا۔ دنیائے اسلام کے اہم مراکز میں جاجاکر تحصیل علم کی پیاس بجھائی۔ آپ حدیث کے بہت بڑے عالم تھے۔ غرضیکہ آپ کو علم تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانِ مبارک کے مطابق مسیح موعود اور مہدیٔ معہود کا وقتِ ظہور ہوچکا تھا۔ بار بار مدینہ، شام اور دیگر تمام مقدس اور اہم مقامات پر گئے کہ شاید آنے والا یہیں کہیں موجود ہو۔ شاید دعویٰ کرنے کی دیر ہو۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زمانہ کے متعلق نشانات وعلامات بھی واضح فرمادی تھیں۔ لیکن اندر سے دل کہیں مطمئن نہ ہوا۔ بزرگانِ دین کو دیکھتے لیکن یہ یقین نہ ہوا کہ یہی مسیح موعود ہیں۔ بے چین وبے قرار واپس چلے آتے۔ آخر کار آپ کو معلوم ہوا کہ قادیان میں کسی نے مجدّد ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ آپ جس مسجد میں نماز جمعہ پڑھاتے تھے اس میں دادا جان بھی جایا کرتے تھے اور وہاں آپ کی مولوی صاحب سے علیک سلیک ہوتی تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کی خبر سُن کر مولوی صاحب وہاں جا پہنچے کہ ہوسکتا ہے کہ یہی اللہ کا سچا فرستادہ ہو۔ آپ نے حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روشن چہرے کو دیکھا اور دیکھتے ہی بے قرار کو جیسے قرار آگیا ہو۔ دل نے کہا کہ یہ کسی سچے کا چہرہ ہے۔ صرف پوچھا کہ کیا آپ نے دعویٰ یعنی مسیح موعود ہونے کا دعویٰ فرمایا ہے مثبت جواب پر دل فوراً ایمان لایا بڑھ کر ہاتھ چُوم لیا۔ اس واقعہ پر حضرت ابو بکرؓ کے ایمان لانے کا واقعہ یاد آتا ہے۔

اس وقت بھیرہ میں چند گنی چُنی ہستیاں تھیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لاچکی تھیں۔

الحاج مولانا حکیم نور الدینؓ صاحب

حضرت مولوی دل پذیر صاحب (شاعرِ پنجابی) مرحوم بھیروی

قاضی سیّد امیر امام حسین صاحب مرحوم بھیروی

قاضی غلام قادر صاحب مرحوم بھیروی

حضرت حافظ عبدالرحمٰن صاحب مرحوم جن کو ہماری امی اور نانی اماں سائیں جی کہا کرتی تھیں کیونکہ وہ احمدی گھرانوں میں لڑکیوں کو گھر آکر قرآن کریم، حدیث اور اسلامی فقہ کی ابتدائی تعلیم دیا کرتے تھے۔

ہمارے دادا جان حضرت میاں کرم دین صاحب مرحوم بھیروی

حضرت غلام محیّ الدین صاحب

رضی اللہ تعالیٰ عنہم

یہ بھیرہ میں اوّلین صحابہ تھے۔ جنہوں نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو سچا مسیح موعود و مہدیٔ معہود دل سے مان لیا تھا۔ یہ اوّلین اصحاب اسلامیہ باغ اور اندرونِ شہر رہتے تھے۔ جمعہ کے روز اکثر اکٹھے نماز کے بعد بیٹھ جاتے اور مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے بارے میں باتیں کرتے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ، حضرت مسیح موعودؑ کی خواہش کے مطابق قادیان جاکر رہ پڑے۔ آپ کا نیا گھر بھیرہ میں بن رہا تھا اسکی بھی پرواہ نہ کی۔ باقی بزرگان بھی اکثر قادیان جاتے رہتے اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات بغور سنتے۔ قاضی امیر حسین صاحب مرحوم بھی قادیان چلے گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اپنا مطب وہیں کھول لیا۔ ان دونوں اصحابؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کے گھر میں ہی ایک ایک کمرہ لے کر رہائش اختیار کرلی۔ قاضی صاحب مرحوم بھی آپؑ کے پاس آتے جاتے رہتے۔ وہ پنجابی کے اعلیٰ پائے کے شاعر تھے۔

ہمارے دادا جان نے یہ سب کچھ سُنا۔ معلوم ہوا کہ مرزا صاحب نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ آپ کے دل میں یہ خواہش ایک تڑپ بن چکی تھی کہ جاکر خود ملیں اور دیکھیں تاکہ دل کو قرار آئے۔ دل نے چاہا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر قادیان چلے جائیں۔ حضرت مولوی نورالدینؓ سے ملاقات ہوئی انہوں نے بتایا کہ تمہارے دل کا سکون اور قرار وہاں ہے آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کمرے کی طرف اشارہ کیا۔ دادا جان وہاں پہنچے۔ حضورؑ اپنے کمرے میں بیٹھے لکھ رہے تھے۔ حضور کو کسی نے اطلاع دی کہ کوئی ملنے آیا ہے۔ حضورؑ نے فرمایا' بُلالو'۔ دادا عجز کا پیکر بنے، نظریں جُھکائے آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتے قریب جا پہنچے۔ جُھکی ہوئی نگاہوں سے سلام کیا بتانے والے نے بتایا کہ حضور! یہ شخص مولوی حکیم صاحب کے بھیرہ سے آیا ہے۔ حضورؑ نے نگاہیں اُٹھا کر دیکھا "اچھا اچھا آیئے"۔ دادا آگے ہو کر زمین پر بیٹھنے ہی والے تھے کہ حضورؑ نے فرمایا نہیں یہاں آکر بیٹھئے۔ اپنے قریب والی کرسی پر بٹھالیا۔ آپؑ کی روشن پیشانی سے نظریں نیچے گئیں آپ کی آنکھوں سے نظریں ملیں آنکھوں سے آنسو

ٹپ ٹپ گرنے لگے اور آہستہ آہستہ ملگجی داڑھی میں جذب ہونے لگے۔ یہ خوشی کے آنسو تھے۔ دل کا سکون قرار چہرہ پر ہویدا ہورہا تھا۔ حضورؑ کے ہاتھ تھام کر چوم لئے۔ اللہ کا ہزار ہزار شکر جس نے یہ موقعہ دیا کہ مسیح علیہ السلام کو آنکھوں سے دیکھ لیا۔

اس کے بعد دادا جان کا اکثر آنا جانا لگا رہتا۔ مختلف موضوعات پر حضور علیہ السلام سے باتیں ہوتیں۔ دادا جان کو پڑھنا لکھنا آتا تھا۔ قرآن کریم کی تفاسیر اور احادیث کی کتب بھی پڑھی تھیں۔ قادیان جاکر یہ علم یقین میں بدل گیا۔

مجدّد، محدّث، مسیح موعود جیسے موضوعات پر حضرت مرزا صاحب سے باتیں ہوتیں۔ وفاتِ مسیح پر قرآنی آیات کے ثبوت پیش فرماتے۔ مسیح موعود کا نزول آسمان سے ہونا اس کے معانی بیان فرماتے کہ نزول کے معانی مبعوث کے ہیں۔ یہ باتیں حضرت مرزا صاحب کی زبان سے سنتے تو محسوس ہوتا گویا دلوں میں قندیلیں روشن ہورہی ہوں۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا تو مسلمانوں نے دادا جان کو بہت پریشان کیا کہ دیکھا تمہارے قادیانی مرزا صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوّت کو توڑ دیا ہے۔ آپ بہت پریشان ہوتے، دل کو یقین تھا کہ مرزا صاحب بالکل سچے ہیں۔ ہاں ہماری سمجھ کا قصور ہے۔ جاکر معلوم ہوگا کہ حقیقت کیا ہے حضرت مولوی نورالدین صاحب سے ملنے پر بتایا گیا کہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ حضرت نورالدین صاحبؓ نے بتایا کہ مجھے بھی لوگ کہنے آئے کہ "سُنتے ہو حکیم صاحب تمہارے مرزا صاحب نے آپؐ کی ہتک کردی ہے اپنے آپ کو نبی کہتا ہے۔" حکیم مولوی نورالدین صاحب نے ان لوگوں کو کھری کھری سنادی کہ میرا دل کہتا ہے کہ اگر میرے مرزا صاحب نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو وہ یقیناً سچ کہا ہے۔ دادا جان سے مخاطب ہوکر کہا کہ حضور نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو وہ سچا ہے۔ دادا جان کو یقین ہوگیا کہ وہ سچے نبی ہیں۔ ہماری پھوپھو جی بتاتی ہیں کہ ہم نے کہا کہ باباجی یہ لوگ آپ کو مار ڈالیں گے۔ آپ اکیلے باہر چلے جاتے ہیں تو آپ بڑے فخر سے کہتے کہ ہم مسیح موعودؑ کی سچائی پر یہ بھی خوشی خوشی قبول کرلیں گے۔ دادا جان کہا کرتے تھے کہ ہم خوش قسمت ہیں کہ صدیوں کے بعد ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو واحد خدا کی محبت میں سرشار اور خلقِ خدا کی ہمدردی میں ڈوبا دیکھا ہے۔ یہی خُوبُو تمام صحابہ کرام میں پائی جاتی تھی۔

دادا جان اپنے گلی محلہ کے غرباء کا کھلے دل سے خیال رکھتے۔ اکثر حضرت مسیح موعودؑ کے پاس جاکر رہا کرتے تھے۔ چونکہ آپ بار بار ملنے کی خاطر گھر جاتے رہتے تھے، ایک دن حضورؑ نے گھر والوں کے متعلق پوچھا۔ دادا جان نے بتایا کہ میری بیوی ابھی تک احمدی نہیں ہوئی ہے لیکن جو باتیں آپ کے متعلق میں بتاتا ہوں وہ سنتی رہتی ہے۔ سات بیٹیاں ہیں دو کی شادی کردی ہے۔ کوئی بیٹا نہیں ہے بتایا کہ لوگ میری بیوی سے اچھا سلوک نہیں کرتے۔ اپنے گھر کے اندر نہیں آنے دیتے۔ بیٹوں کو دُور دُور رکھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سُن کر خاموش رہے۔ لیکن دل ہی دل میں مسلمانوں کے ایسے حالات پر فرسودہ خیالات اور ہندووانہ رویّوں پر افسوس کرتے ہونگے۔ اور دعا کرتے ہونگے کہ ان لوگوں کی اصلاح ہو اور حقیقی اسلام کو اپنائیں۔ دادا جان نے غالباً دعا کے لئے کہا ملاقاتوں میں جوں جوں اضافہ ہوا۔ ایمان و ایقان میں مہینوں کے سفر دنوں میں طے ہونے لگے۔ حضرت دادا جان صاحب مرحوم کو حضرت مسیح موعودؑ سے دلی عقیدت اور محبت تھی۔ حضور انور جس طرح ہمہ تن خدمتِ دین اشاعتِ اسلام اور دینی تربیت میں مشغول رہتے تھے۔ اس سے متاثر ہوکر دادا جان مرحوم کے دل میں یہ خیال آیا کہ کیوں نہ حضور کے لئے لکڑی کا ایک تخت پوش (تخت) بنا کردیں تاکہ آپؑ اس پر بیٹھ کر وعظ و نصیحت اور درس دیا کریں۔ حضور اقدسؑ کی دعاؤں پر بہت یقین تھا۔ دادا جان نے تخت پوش مکمل کرکے اس کے ایک کونے پر اپنا نام کندہ (Engrave) کیا۔ حضور اقدسؑ اس پر بیٹھ کر وعظ و نصیحت اور درس وغیرہ فرماتے۔ یقیناً دادا جان کے لئے دعا بھی کرتے ہونگے۔

ایک بار ہماری منجھلی پھوپھو جی کو جب چار سال کی تھیں لقوہ ہوگیا۔ اس کا علاج کروانے کے لئے قادیان چلے آئے۔ خیال آیا کہ مولوی حکیم صاحب سے علاج کروالیں۔ دادا جان پھوپھو جی کو لے کر حکیم صاحب کے مطب چلے گئے۔ حکیم صاحب نے ان کو وہاں کچھ عرصہ رہ کر بچی کا علاج کروانے کا مشورہ دیا۔ حضرت صاحب سے دعا کرانے کا بھی مشورہ دیا کہ بچی جلد ٹھیک ہوجائے گی۔ حضرت مسیح موعودؑ کو پتہ چلا تو دادا جی کو گول کمرے کے ایک طرف ایک کمرے میں قیام کرنے کو فرمایا۔ ان دنوں صحابہؓ منتظر رہتے کہ تازہ الہام ہو تو سُن لیں۔ قیمتی نکتے آپؑ تفصیل سے سمجھاتے۔ پھوپھو جی بتاتی تھیں کہ باباجی ایسی ایسی باتیں بتاتے جو ہم پہلے کم سمجھتے تھے۔ مثلاً حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو خاتم النبیّین ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ نبی کیسے ہوسکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے سمجھایا کہ شرعی نبی یعنی نئی شریعت لانے والا نبی نہیں آسکتا۔ لیکن حضرت مسیح

موعودؑ کو تو اللہ تعالیٰ نے خود نبی کا درجہ دیا ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلام کو جو اپنی اصلی صورت کھو چُکا تھا اُسی کا اصلی چہرہ دکھانے کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔ صحابہ منتظر رہتے کہ اب کوئی نئی تازی بات اللہ کی طرف سے بتائی جائے گی اور ہم وہی سننے کے لئے منتظر ہیں۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب پھوپھو جی وہاں ٹھہری ہوئی تھیں۔ ایک دن کہیں کھیلتے کھیلتے بچوں کے پاس آ گئیں۔ بچوں نے ان کے چہرے کی طرف دیکھ کر کچھ کہہ دیا ہوگا یا مارا ہوگا تو وہ رونے لگی۔ اتفاقاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا گزر ہوا تو انہوں نے اس کو اٹھالیا وہ غالباً اس بچی کو اب پہچاننے لگ گئے تھے۔ بچی کو اُٹھائے اُٹھائے دادا جی مرحوم کے پاس لے آئے۔ میاں کرم دین صاحب! آپ کی بچی رو رہی ہے۔ دادا جان نے بچی کو گود میں لے لیا۔ اور متشکرانہ نگاہوں سے حضورؑ کو دیکھا۔ ان پھوپھو جی نے لمبی عمر پائی۔

شادی کے بعد پھوپھو جی اپنے گھر چلی گئیں۔ ان کے گھر کے پاس غیر احمدیوں کی ایک مسجد تھی۔ رات ہوئی تو لاؤڈ سپیکر پر مولوی صاحب حسبِ معمول حضرت مسیح موعودؑ کو قادیانی مرزا کہہ کر برا بھلا کہہ رہے تھے۔ اس وقت تو خاموشی سے سُنتی رہیں اُن کا دل چاہا کہ مسجد جا کر مولوی صاحب کو صحیح جواب دے کر خاموش کر دوں۔ مگر نہ جا سکیں اور گھر میں ہی ان کے مُنہ سے نکلا اسکی زبان تو چُھری کی طرح چل رہی ہے کہیں لیکھرام کی طرح اسکو بھی کوئی چُھری نہ پڑ جائے دادا جان وقتاً فوقتاً گھر میں سب کو احمدیت کی باتیں بتاتے رہتے تھے۔ اس لئے آتھم، لیکھرام اور ڈوئی وغیرہ کے متعلق جانتی تھیں۔ اگلے دن ان کو معلوم ہوا کہ مولوی پر کسی نے چُھری سے حملہ کر کے زخمی کر دیا ہے اور وہ ہسپتال میں ہے۔ مسجد میں اعلان ہو رہا تھا کہ لوگ جا کر مولوی صاحب کی عیادت کریں۔ پھپھو جی کو نہ جانے کیا سوجھی ہسپتال جا پہنچیں اور مولوی صاحب سے خیریت معلوم کر کے پوچھنے لگیں "مولوی صاحب آپکی تو کسی سے دشمنی نہیں ہے پھر کس نے آپ کو زخمی کر دیا۔" مولوی صاحب صرف ہائے ہائے ہی کرتے رہے۔

دادا جان کی کوشش ہوتی کہ زیادہ سے زیادہ وقت قادیان میں گزاریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے گاہے بگاہے کوئی بات سننے کو مل جاتی کوئی اشتہار چھپ کر آتا تو دل کو سکون ملتا اور ایمان اور پختہ ہو جاتا۔ انہی دنوں جب منجھلی پھپھو قادیان میں زیر علاج تھیں۔ دادا جان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بار بار پھپھو جی کی صحت کے لئے دعا کی یاددہانی کراتے رہتے۔ دادا جان کو یہ پختہ یقین تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا سے ہی دوا میں برکت ہوگی۔ انہی دنوں حضرت حکیم خلیفۃ المسیح الاولؓ کے بیٹے عبدالحئی صاحب کی شادی تھی۔ حضرت خلیفہ اولؓ نے اپنی بیوی سے کہا کہ اس بچی کو جو میاں کرم دین صاحب کی بیٹی ہے شادی کے کپڑے بنوا دو۔ چنانچہ جب کپڑے تیار ہو کر آئے تو حضرت خلیفہ اولؓ کو دکھائے۔ حضور دیکھ کر کہنے لگے یہ شادی کے پہننے والے تو نہیں لگتے۔ اس پر گوٹا کناری بھی لگوا دو۔ چنانچہ پھوپھو جی کے لئے کپڑے گوٹے کناری سے سج کر آئے۔ حضورؓ نے فرمایا "نیک بخت! اب یہ ٹھیک لگ رہے ہیں بچی کو دے دو"۔ اور شادی پر وہی کپڑے پہنے گئے۔

ان دنوں قادیان میں مَنارۃ المسیح کی بنیاد رکھی جا رہی تھی۔ دو فٹ کے قریب اونچا ہو چکا تھا۔ دادا جان کو بھی اس میں اینٹیں لگانے کا موقعہ ملا۔ مَنارۃ المسیح کو دیکھ کر ہمیں دادا جان کی یاد آجاتی ہے کہ اس میں اس منکسر المزاج صحابی کی خدمت بھی شامل ہے۔ ہماری سب سے چھوٹی پھوپھو ہمارے پاس ربوہ آ کر رہتی تھیں۔ وہ دادا جان کی بہت سے باتیں بتایا کرتیں۔ ہم بھی ان کے گرد جمع ہو جاتے۔ انہوں نے بتایا کہ دادا جان ۱۹۰۴ء میں جب واپس آنے لگے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملاقات کی۔ آپ نے حضورؑ سے عرض کیا کہ حضور میری بیوی کے لئے دعا کیجئے کہ اس کو بیعت نصیب ہو۔ آپ نے بتایا کہ کسی نے خواب میں دیکھا کہ طالعاں بی بی (دادا جان کی بیوی) کا نکاح حضرت مسیح موعودؑ سے ہو رہا ہے۔ یہ خواب بتاتے ہوئے دادا جان کو دل میں عجیب سا محسوس ہو رہا تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ فرمانے لگے تمہاری بیوی بیعت کرے گی اور اللہ ان کو اولادِ نرینہ سے نوازے گا۔ گو دادی جان اس وقت تک حضور کو دل سے مسیح موعودؑ مان چکی تھیں البتہ بیعت کرنا ابھی باقی تھا۔ دادا جان جب حضور علیہ السلام سے مل کر واپس جانے لگے تو حضورؑ نے دادا جان کو اپنا ایک کُرتا، اپنی فریم شدہ فوٹو اور ایک کوٹ دیا۔ فرمایا کہ میاں یہ قمیص یا کُرتا تو آپ کے لئے ہے یہ اپنے ساتھ رکھنا حتٰی کہ قبر میں ساتھ لے جانا۔ اور فریم اور کوٹ تمہارے بچوں کے لئے ہے۔ اور فرمایا "میاں کرم دین صاحب جب اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے فضل سے بیٹا عطا کرے گا تو اس کو عطاء الرحمٰن بلانا اللہ اس کو برکت دے گا۔" یہ وہی عطاء الرحمٰن مرحوم ہیں جنہوں نے زندگی وقف کی اور قادیان کالج میں پھر ربوہ میں کالج کے پروفیسر عطاء الرحمٰن مشہور ہوئے۔

دادا جان مرحوم کسی کام سے سرگودھا گئے اور وہیں ٹھہرنا پڑا بعد میں گھر

میں ۱۹۰۵ء میں اباجان کی پیدائش ہوئی۔ حضرت مولوی دل پذیر صاحب مرحوم نے جو پنجابی کے پایہ کے شاعر تھے چند اشعار کہے ؎

آ قلم اَج لکھ سجن وَل خوشیاں دے پروانے
جیڑی مَنّت دل دی سی اوہ دِتّی اَج خدا نے
دن جمعے دا وقت نِماشاں ایہہ چَن چَڑھیا گویا
لکھ لکھ شکر خدا دا جے ایہہ فضل خدا دا ہویا
دھرتی وِچ اسلامی دے اَج اِیہہ شاخ نویں اِک جمّی
اللہ برکت دیوے اُس نوں شالا ہوئے حیاتی لمّی
آنو دیاں ای رُنّا پہلے سارا ٹُبر ہَسّے
اس ویلے سرگودھا جا کے کون مبارک دَسّے

ہماری پھوپھو جی یہ ہمیشہ پڑھ کر ہمیں سناتیں کہ ایک احمدی شاعر کے یہ اشعار بہت اچھے لگتے ہیں۔ ہم نے پھوپھو جی سے پوچھا کہ ہمارے دادا جان دِکھتے کیسے تھے تو انہوں نے بتایا کہ ان کی میری شکل سے مشابہت تھی اور بتایا کہ میاں محمد امین صاحب جو اباجان کے تایازاد بھائی تھے ان سے شکل بہت ملتی تھی۔ ان کو ایک دو بار ہم نے ربوہ میں انہیں جلسہ سالانہ پر جاتے دیکھا۔ پھر شاید وہ جلد وفات پاگئے۔ ہم نے ابراہم لنکن کو رسالوں کے باہر صفحہ پر چھپا ہوا دیکھا تھا ہماری پھو پھو جی کی شکل ان سے مشابہت رکھتی تھی وہ بتاتیں کہ میاں جی ہمیشہ سر جھکائے کام کرتے رہتے۔ بے حد سادہ مزاج اور کبھی شہرت پانے کے خواہشمند نہ ہوئے۔ دادا جان نے اتنا عرصہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ گزارا اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ جو ان کے قریبی دوست تھے ان کے ساتھ ان کے خلیفہ بننے کے بعد بھی بہت وقت گزارا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ساتھ وقت گزارا لیکن نمود ونمائش اور امارت کے کبھی خواہشمند نہ ہوئے۔ ایک دن حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ ایم ٹی اے پر کچھ پڑھا رہے تھے۔ باتوں باتوں میں کہیں اس تخت پوش کا ذکر کیا کہ بھیرہ کے ایک نہایت مخلص وفادار اور محنتی صحابی میاں کرم دین صاحب مرحوم کے ہاتھ کا بنا ہوا تخت پوش اب تک قادیان میں محفوظ ہے جو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے اس لیے بنایا کہ اس پر بیٹھ کر لوگوں کو وعظ و نصیحت و تعلیم دیں۔ اس کے ایک کنارے پر انہوں نے اپنا نام کُھدا ہوا لکھا ہے۔ میرے کانوں میں یہ الفاظ پڑے اور یوں محسوس ہوا کہ اس دھول پڑی دنیا میں دادا جان ایک چمکدار ستارے کی طرح چمک رہے ہوں۔ دل نے کہا وہ واقعی زندہ و جاوید ہیں۔ کوئی ان کو جانے پہچانے یا نہ پہچانے وہ اپنی تمام تر انکساریوں اور خلوص کے ساتھ آج بھی زندہ موجود ہیں۔ ہمارے لیے نہایت خوشی کی یہ بات ہے۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بہت قریب تھے۔ اللہ کا ہزار ہا شکر ہے کہ ہمارے پیارے حضور خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لندن میں مخزنِ تصاویر کا انتظام اپنی نگرانی میں کرایا جس میں ایک گروپ میں ہمارے پیارے دادا جان بھی ہیں، الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

ہمارے ابا جان مرحوم چار سال کے ہوئے تو ان کو تپِ محرّقہ ہوا بخار کافی دن رہا۔ پھر اتر گیا لیکن اباجان مرحوم کی ٹانگوں پر اثر ہوا اور وہ چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے۔ غالباً یہ پولیو کا حملہ تھا اس وقت اس کا نام کسی کو معلوم نہ تھا۔ دادا جان مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمتِ اقدس میں دعا کی بار بار درخواست کرتے۔ حضرت حکیم مولوی نورالدینؓ کے مطب سے جا کر دوائیں لیں۔ علاج جاری تھا کہ ایک عجیب واقعہ ہوا۔

دادا جان کام کرتے رہتے اور پاس ہی ابا جان کو چارپائی پر بٹھا دیتے کھلونے وغیرہ دیتے اور وہ کھیلتے رہتے۔ ایک دن اسی طرح ایک فقیر آیا سفید لباس میں ملبوس ہاتھ میں کشکول لٹکایا ہوا۔ اللہ ھو اللہ ھو کہہ رہا تھا اس نے ابا میاں کو چارپائی پر بیٹھا ہوا دیکھا۔ پوچھا اس کو کیا ہے کیا یہ چلتا نہیں۔ دادا جان مرحوم نے بتایا کہ جب سے اس کا بخار اترا ہے یہ بچہ چلنے سے معذور ہے۔

اس فقیر نے دادا جان کو کوئی تیل بتایا کہ لا کر اس کی ٹانگوں کی مالش کرو بچہ انشاء اللہ چلنے لگ جائے گا۔ وہ اللہ ھو کا ورد کرتا ہوا چلا گیا۔ دادا جان نہ جانے کیوں اُٹھ کر اسکے پیچھے گلی کی نکڑ تک گئے غالباً شکریہ ادا کرنے کے لیے۔ لیکن وہ نہ جانے اتنی جلدی کہاں غائب ہو گیا۔ نظر ہی نہ آیا۔ دادا جان کے دل میں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا یقین تھا اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی دعاؤں پر اعتماد تھا۔ اس لیے واپس آکر کام میں لگ گئے جب قادیان گئے تو خلیفہ اولؓ سے دوا لیتے وقت ایک دم فقیر یاد آیا اور جھجکتے ہوئے دادا جان نے ان سے ذکر کر دیا کہ میں تو عطاء الرحمٰن کی ٹانگوں پر فلاں تیل کی مالش کرتا ہوں کوئی فقیر آیا تھا اس نے بتایا اور چلا گیا۔ آپؓ نے فرمایا۔ میاں وہ تو کوئی فرشتہ تھا آیا بتا کر چلا گیا۔ اس مالش سے بڑا فائدہ ہو گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں دعا کی درخواست کی آپؑ نے فرمایا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں بچہ انشاء اللہ ٹھیک ہو کر چلا کرے گا۔ حضور کے فرمان کے مطابق ابا جان آہستہ آہستہ چلنے

لگے۔ ٹانگیں بہت پتلی ہو چکی تھیں۔ لیکن یہ پتلی ٹانگیں چلنے لگیں۔ دادا جان نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ یہ محض اس کا فضل اور حضرت مسیح موعودؑ کی دعا کا اثر ہے۔ ہمارے دادا جان ۱۹۲۵ء میں وفات پا گئے اور بھیرہ میں احمدیوں کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ وفات کے چھ ماہ بعد بہت بڑا سیلاب آیا۔ دریائے جہلم کا پانی تمام غیر آباد علاقوں میں طغیانی لے آیا۔ بھیرہ کا شہر اونچی جگہ بنا ہوا ہے اس لیے وہ بچ گیا۔ جب سیلاب کا پانی اتر گیا تو معلوم ہوا کہ قبرستان میں تمام قبروں کی مٹی بہہ گئی ہے تمام احمدی حضرات اکٹھے ہو کر قبروں پر مٹی ڈالنے گئے۔ ہماری منجھلی پھوپھو جی بھی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس رہی تھیں قبرستان چلی گئیں کہ میاں جی کی قبر پر میں بھی مٹی ڈالوں گی۔ دادا جان کی قبر کی تقریباً تمام مٹی بہہ گئی اور کفن دکھائی دے رہا تھا۔ خدام نے سوچا کہ اسی طرح دادا جان کو تھوڑی دیر کے لئے باہر نکال کر قبر کو بنا کر دوبارہ اندر رکھ دیں گے۔ پھوپھو جی نے بے خیالی سے دادا جان مرحوم کے چہرے سے کفن ہٹا کر دیکھا۔ ایسا لگا کہ دادا جان مرحوم سو رہے ہوں۔ داڑھی کے بال بھی ویسے کے ویسے نظر آرہے تھے۔ پھوپھو جی نے چلّا کر کہا کہ میرے میاں جی تو ویسے کے ویسے ہیں ان کو قبر میں کچھ نہیں ہوا۔ سب نے آکر دیکھا تو حیران رہ گئے۔ سبحان اللہ کہ یہ کیسا معجزہ ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کا کُرتہ تھا جو دادا جان کے سینے پر تھا۔ اس کی برکت سے وہ بظاہر ایسے لگ رہے تھے۔ سب نے پھوپھو جی کو سمجھایا کہ ایسا نہیں کرتے قبر کے اندر کے حالات اور پوشیدہ باتیں اللہ اور اس کے بندے کے درمیان کا معاملہ ہے اس میں دخل اندازی نہیں کرتے۔ پھوپھو جی بتاتی تھیں کہ میں نے تو داڑھی کے بالوں کو ہاتھوں میں لے کر چُھوا تھا اور وہ مٹی کی طرح ہاتھ میں بُھر گئے تھے۔ یہ اللہ کی شان ہے۔ پھوپھو جی اور باقی خدام سب کو حضرت مسیح موعودؑ کی سچائی کا پہلے ہی یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سچے امام الزمانؑ ہیں۔ اب یقین پختہ تر ہو گیا کہ آپؑ تمام تر سچائیوں کے ساتھ تشریف لائے ہیں۔ اور دل ایمان اور ایقان سے لبریز ہو گئے۔ اللہ کا بہت احسان ہے کہ اس نے ہمیں حضرت مسیح موعودؑ کو ماننے پہچاننے کی توفیق بخشی۔ اباجان مرحوم دادا جان کی وفات کے بعد لاہور سے ایم ایس سی کر کے چکوال کالج میں فزکس کے لیکچرار کے طور پر فائز ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد شاہ پور کے کالج میں لیکچرار رہے۔ اسی دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے قادیان میں تعلیم الاسلام کالج کی بنیاد رکھی اور پورے ملک سے اس کے لیے لیکچرار کو آنے کی دعوت دی۔ اباجان نے جُونہی سُنا کہ زندگی وقف کر کے قادیان جانے کا موقعہ ہے شاہ پور کی نوکری چھوڑ چھاڑ کے قادیان چلے گئے۔ پرنسپل شاہ پور کالج نے بہت سمجھایا کہ اچھی نوکری چھوڑ کر نہ جائیں۔ لیکن آپ قادیان چلے گئے اس جذبہ کے ساتھ کہ ہمارے خلیفہ ثانی رضی اللہ کا فرمان ہر چیز پر مقدم ہے۔ کافی دیر وہاں فزکس کے لیکچرر کے طور پر کام کرتے رہے۔ جب ۱۹۴۷ء میں برصغیر کے کچھ حصے علیحدہ ہو کر پاکستان معرضِ وجود میں آگیا تو قادیان سے کالج لاہور منتقل ہو گیا۔ جو دھامل بلڈنگ میں کلاسز شروع کی گئیں۔ ان دنوں اباجان مرحوم وہیں پڑھاتے تھے۔ پھر اللہ کے فضل سے ربوہ آباد ہوا اور کالج ربوہ میں آگیا۔ اباجان تعلیم الاسلام کالج میں ریٹائر ہونے تک خدمت سرانجام دیتے رہے۔ اور حضرت میاں ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ساتھ طویل عرصہ تک خدمت کی توفیق پائی۔ حضورؒ پرنسپل اور اباجان وائس پرنسپل کے طور پر کام کرتے رہے۔

جب کالج اور سکول ربوہ میں کُھلے تو اباجان ہم بچوں کو ربوہ لے گئے اور ہم نے کالج کی کلاسز ربوہ میں ہی لیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ ان دنوں بیمار تھے۔ حضور پر قاتلانہ حملہ کے بعد ٹانگوں پر اثر ہو گیا تھا۔ ہم چار پانچ لڑکیاں آپؓ کا حال معلوم کرنے اور اپنے امتحانوں میں کامیابی کی دعا کے لئے درخواست کرنے جاتیں۔ حضور ہم تمام لڑکیوں کو والد کے نام سے پہچان لیتے تھے۔ کبھی کبھار راستہ میں حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ اور نواب امتہ الحفیظ بیگم صاحبہؓ ملتیں اور ہم سے پوچھتیں کہاں سے آرہی ہو۔ ہم بتاتے کہ حضورؓ سے دعا کرانے گئے تھے امتحان بہت قریب ہیں۔ وہ فرماتیں تم امتحانوں میں پاس تو ہوتی رہو گی اب بڑی ہو گئی ہو اپنے لیے خود بھی دعا کیا کرو کہ اے اللہ میری زندگی جنت کا نمونہ بنانا۔ ہم دل میں کچھ شرم محسوس کرتے کہ یہ دعا ہم کیسے کریں ہمارے والدین کرتے ہونگے۔ لیکن نماز میں ہم یہ دُعا کر لیتے۔

ہم نے یہ تمام باتیں دادا جان کے متعلق کہانیوں کی طرح سُنیں۔ اور دل میں نقش ہو گئیں۔ ہم نہایت فخر محسوس کرتے ہیں کہ ایک گمنام، منکسر المزاج نیک باوفا انسان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی کی حیثیت سے وقت گزار کر رخصت ہو گئے۔ اور ہماری یادوں میں ہمیشہ زندہ ہیں اور ان کی یاد ٹھنڈی ہوا کے تازہ جھونکے کی طرح محسوس ہوتی ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اعلیٰ علیّین میں بلند مقام پر وہ جگہ عطا فرمائے جہاں اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر ہمیشہ پڑتی رہے۔ ہمارے والدین کو اعلیٰ علیّین میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ

صغِیرًا۔ اللہ سے دعا ہے کہ دادا جان کی تمام آل اولاد کو قیامت تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بتائے ہوئے راستے پر گامزن رکھے۔ مخلص احمدی اور دین کے مضبوط ستون بنائے، آمین۔

آج دادا جان مرحوم کی بہت یاد آرہی تھی۔ سوچا ان یادوں کو سپردِ قلم کر کے کاغذ پر اُتار دوں یہ یادوں کے گو کاغذی پیرہن ہیں مگر یہ ہماری بہت پیاری ہستی کی بہت قیمتی یادیں ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْہُ وَارْحَمْہُ وَارْفَعْ دَرَجَتَہٗ وَنَوِّرْ مَرْقَدَہٗ، آمین۔

استادِ محترم پروفیسر سعید اللہ خان صاحب کی یاد میں

محمد شریف خان، فلاڈلفیا، امریکہ

جماعت کے دیرینہ خادم، اور فضل عمر ہوسٹل تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے معروف وارڈن محترم سعید اللہ خان صاحب، چوہدری محمد علی صاحب سپرنٹنڈنٹ فضل عمر ہوسٹل (وفات 14 اگست 2015) کے ساتھ قدم سے قدم ملاتے ہوئے، 15 اپریل 2016 کو راہئ ملکِ عدم ہو گئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ چوہدری صاحب 98 سال کی عمر میں جبکہ خان صاحب یہاں بھی حفظِ مراتب کا خیال رکھتے ہوئے 88 سال کی عمر میں ہمیں داغِ مفارقت دے گئے۔ ـ۔۔!

چوہدری صاحب فلسفہ اور خان صاحب شماریات کے ماہر، بظاہر دو بے جوڑ مضامین، مگر ہوسٹل کو کنٹرول کرنے میں دونوں اصحاب یک جان دو قالب، اللہ دونوں کو غریقِ رحمت کرے، جب دونوں طرف اخلاص اور احساسِ ذمہ داری (sense of duty) ہو تو ایسے معجزے ہو جاتے ہیں! دونوں اصحاب نے مل کر اس قومی ادارے کا انتظام وانصرام انتہائی خوش اسلوبی کے ساتھ مثالی باہمی تعاون سے چلایا۔ کالج ہوسٹل میں نوجوانوں کا کنٹرول ہر کالج میں ایک اہم مسئلہ ہوتا ہے، جہاں دسیوں مختلف الطبع جوان امنگیں انتظامیہ کے لئے نت نئے انتظامی مسائل پیدا کرنے پر ہر وقت تُلی بیٹھی ہوتی ہیں اور آئے دن انتظامیہ کے لئے سر دردی کا باعث بنی رہتی ہیں، کئی دفعہ پولیس تک معاملہ جا پہنچتا ہے، مگر تعلیم الاسلام کالج کا فضل عمر ہوسٹل شاید پاکستان بھر میں پُر سکون ترین ہوسٹل تھا۔ جہاں طلباء کی نفسیات کے مطابق ہر آسائش مہیا تھی، اور ان کے مسائل کا ہمدردانہ حل کیا جاتا تھا۔ ہمدردانہ پر سکون پڑھائی کے ماحول کے ساتھ ساتھ مختلف تفریحی میلوں fun fare کے علاوہ آئے دن نت نئی پُرلطف تقریبات، طنز و مزاح کی محفلیں، مشاعرے، ذہنی مشق کے مقابلہ جات، سالانہ کامن روم ڈے کے دوران مختلف کھیلوں کے میچز۔

غرضیکہ بہت کچھ ایسا کہ سالوں بعد اس مادرِ علمی سے فارغ التحصیل طالبعلم ہوسٹل میں گزارے دنوں کو مسکراہٹوں اور قہقہوں کے ساتھ یاد کرتے رہتے ہیں۔

خاندانی حالات

سعید اللہ خان صاحب کے آباء و اجداد کا تعلق قبیلہ یوسف زئی سے تھا، جو فلسطین سے ہجرت کر کے افغانستان میں غزنی کے علاقے میں آباد ہوا تھا، تجارت پیشہ تھے، احمد شاہ ابدالی کی فوجوں کے ساتھ ہندوستان میں وارد ہوئے اور فیل نگر لدھیانہ میں بود و باش اختیار کر لی۔

خان صاحب کے محترم والد صوفی حبیب اللہ خان صاحب نے یکے بعد دیگرے دو شادیاں کیں، بچے ہوئے جو پیدائش کے ساتھ ہی وبائی امراض کی نذر ہو گئے، ہر بچے کی پیدائش سے پہلے میاں بیوی کی نیت ہوتی کہ اگر بیٹا پیدا ہوا تو اسے تعلیم دلا کر تبلیغ کے لئے افغانستان بھجوائیں گے، اگر بیٹی پیدا ہوئی تو اس کی شادی کسی مبلغ سے کریں گے مگر متعدد بچے پیدا ہوئے اور بچپن میں ہی پے در پے فوت ہوتے گئے۔ صوفی صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ہاتھ پر 1914 میں احمدیت قبول کرنے کی سعادت حاصل کی اور قادیان منتقل ہو گئے۔ حضرت اماں جانؓ نے آپ کی تیسری شادی قادیان میں لنگر خانے کے باورچی آغا کریم بخش صاحب کی صاحبزادی کنیز فاطمہ صاحبہ سے کرا دی۔

اب کے بھی دونوں میاں بیوی کی خواہش تھی کہ اپنی اولاد کو پڑھا لکھا کر اسلام اور احمدیت کی تبلیغ کے لئے وقف کر کے افغانستان بھیجیں گے۔ صوفی صاحب اپنی ڈائری میں لکھتے ہیں: "میں نے اپنے پہلے بیٹے کو دین کی خدمت کے لئے وقف کر دیا اور جب وہ کچھ بڑا ہوا، کچھ دن بیمار رہ کر وفات پا گیا۔ دوسرے بیٹے سعید اللہ کو ولادت سے پہلے اُسی نیت سے وقف کیا، جب بڑا ہوا تو وہ بھی اُسی بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ میں نے بہت دعا کی، جنگل میں چلا گیا، رویا چلایا، جہاں غنودگی کی حالت میں تفہیم ہوئی "غزنی بھیجنا تو تیرے نفس کی مرضی ہے۔ خدا کی

مرضی تو اس میں ہے کہ جہاں چاہے بھیجے ، سعید اللہ کو وقف کیا ہے تو اُسے جماعت کے سپرد کر دو، وہ جس طرح چاہے اس سے کام لے"۔ چنانچہ میں نے بچے کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانیؓ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ خدا تعالیٰ نے بچے کو شفاء عطا فرمائی، الحمدللہ"۔

سعید اللہ خان صاحب کا بچپن

سعید اللہ خان صاحب بچپن ہی سے سعید الفطرت تھے ، اپنے بوڑھے والدین کی ہر طرح سے مدد کرتے، گھر کے کاموں کے علاوہ آپکی والدہ محترمہ کی گھر میں چوڑیوں کی دوکان تھی، آپ اس میں بھی انکا ہاتھ بٹاتے۔ اطفال کے اجلاسات میں ذوق و شوق سے حصہ لیتے۔

تعلیم

آپ نے مدرسہ احمدیہ قادیان سے تعلیم کا آغاز کیا، جماعت کی ہدایت کے مطابق تعلیم الاسلام ہائی سکول سے میٹرک کرنے کے بعد قادیان کالج سے ایف ایس سی اور تعلیم الاسلام کالج لاہور سے بی ایس سی کی ڈگری حاصل کی۔ لائل پور اگریکلچر یونی ورسٹی سے جاب آفر ہوئی ، مگر آپ نے کیمسٹری لیبارٹری تعلیم الاسلام کالج میں ڈیمانسٹریٹر کے طور پر اپنی عملی زندگی کے آغاز کو ترجیح دی۔ 1962 میں Statistics میں ایم ایس سی کیا، اور تعلیم الاسلام کالج میں شعبہ شماریات کا آغاز کیا۔ محترم خان صاحب خوش باش اور مہربان ٹیچر تھے، آپ کو اپنے مضمون اور میتھ پر عبور حاصل تھا۔ ابھی calculator اور computer ایجاد نہیں ہوا تھا، مگر آپ کے ذہن میں ان مشینوں کا خاکہ تھا، جس کا اظہار آپ اکثر اپنے طلباء کے سامنے کرتے رہتے تھے۔ آپ کے گھر پر پڑھائی میں مدد لینے کے لئے آنے والے طلباء کا ایک ہجوم سا رہتا، آپ ہر ایک کی مدد کرتے اور پوری توجہ سے سوالات سمجھاتے۔

وارڈن فضل عمر ہوسٹل

جب 1954ء میں فضل عمر ہوسٹل کا اجراء ہوا آپ ، سپرنٹنڈنٹ محترم چوہدری محمد علی صاحب کے نائب کے طور پر وارڈن مقرر ہوئے دونوں نے مل کر اس قومی ادارے کو برسوں کامیابی سے چلایا، اور طلباء کی ذہنی، مذہبی معاشرتی بالیدگی کے لئے تمام سہولتیں بہم پہنچائیں۔ ہمیشہ مسکراتے چہرے کے ساتھ طلباء سے ملتے، مسائل سنتے اور بات کرتے۔ جبکہ چوہدری صاحب اکثر "موڈ" میں رہتے، طلباء پر ایک قسم کا رعب تھا، جب کوئی حدودِ ادب کو پھلانگنے کی کوشش کرتا، I am serious کا تازیانہ اسے وہیں اپنی اوقات میں محدود کر کے رکھ دیتا۔ اکثر لڑکے قصور کر کے خان صاحب کی وساطت سے چوہدری صاحب کے سامنے پیش ہوتے، اور معاملہ آئندہ احتیاط کے وعدے پر رفع دفع ہو جاتا۔

محترم خان صاحب مرحوم کی شفقت

میں 1956ء میں تعلیم الاسلام کالج میں ایف ایس سی میں داخل ہوا، جب ہوسٹل کے داخلے کے انٹرویو میں گھبرایا ہوا پیش ہوا، تو اچانک داخلہ کمیٹی کے ایک رکن نے میری طرف اشارہ کر کے تیز تیز الفاظ میں میرے شہید بھائی جان کا نام لے کر پوچھا" تم منیر شامی کے بھائی تو نہیں؟" بعد میں معلوم ہوا یہ سعید اللہ خان صاحب تھے ، آپ 1946ء میں قادیان میں بھائی جان کے کالج فیلو تھے۔ میری اس سے قبل ان سے کبھی بھی ملاقات نہ ہوئی تھی، یہ تھی مرحوم خان صاحب کی یادداشت اور قوتِ پہچان!

کالج میں پڑھائی شروع ہوئی، ہمارے کیمسٹری کے استاد محترم مکرم مبارک احمد صاحب انصاری تھے، لیبارٹری میں ڈیمانسٹریٹر سعید اللہ خان صاحب، بڑی محنت سے ہمیں مختلف کیمیکلز اور گیسوں کے خواص کی پہچان میں ہماری رہنمائی فرماتے۔ سلفر گیس کی گندی بو کے لئے سائنسی اصطلاح "pungent smell" ہم نو واردوں کے لئے ایک چھیڑ سی بن گئی۔ اور خان صاحب مرحوم بھی اپنے شگفتہ انداز میں انجوائے کیا کرتے تھے۔

میں شروع ہی سے سحر خیز رہا ہوں، عشاء کے بعد جلد سونا میری کمزوری رہی ہے۔ فضل عمر ہوسٹل میں رات دس بجے خان صاحب کمروں میں حاضری چیک کرنے کے لئے چکر لگاتے، مجھے سویا ہوا پا کر وارننگ دے جاتے کہ تم ساری رات سوئے رہتے ہو پڑھتے نہیں، ماہانہ رپورٹ میں تمہاری شکایت ہو گی۔ والد صاحب مرحوم کا دوسرے چوتھے دن ڈانٹ کا خط آ جاتا، آخر مجھے خان صاحب کو اپنی سحر خیزی کا بتانا ہی پڑا، تو خان صاحب خوش ہوئے، اور کہنے لگے پڑھنے کا اصل وقت تو وہی ہوتا ہے۔

اکثر آپ فضل عمر ہوسٹل میں عشاء کی نماز پڑھاتے، اور خوش الحانی اور صحیح تلفظ کے ساتھ لمبی لمبی سورتوں کی رقت کے ساتھ تلاوت کرتے، جس کی یاد اب ساٹھ سال ہونے کو آئے میری یادداشت پر ثبت ہے۔

1963ء میں جب میں نے استاد کے طور پر کالج جوائن کیا، اس وقت خان صاحب کالج کے پاس ہی فضل عمر ریسرچ کی ایک کوٹھی میں رہائش پذیر تھے، صحن میں جالی دار ڈربوں میں مرغیاں رکھ کر بڑے پیمانے پر پولٹری فارم

کھولنے کے لئے تجربات کر رہے تھے، میرا مضمون زوآلوجی تھااس لئے خان صاحب مجھے اکثر اپنے ساتھ لے جاتے، اور ہم پولٹری فارم میں صفائی، مرغیوں کے علاج، اور چوزوں کی جنس کی پہچان وغیرہ قسم کے مسائل ڈسکس کیا کرتے تھے۔ کچھ عرصے بعد خان صاحب اپنے کھلے گھر دارالفضل میں پہاڑی سے متصل منتقل ہو گئے، جہاں 1960ء میں "خلیل پولٹری فارم" کا مستقل بنیادوں پر آغاز کیا۔ خان صاحب کی محنت رنگ لائی، برائیلر مرغیوں کے تجربے اور خان صاحب کی کوششوں میں اللہ تعالیٰ نے برکت ڈالی، اردگرد سرگودھا، ربوہ اور فیصل آباد سے انڈوں اور مرغیوں کے دھڑا دھڑ آرڈر موصول ہونے لگے۔

خان صاحب کی یہ بڑھتی ہوئی مصروفیتیں آپ کے مفوضہ فرائض کی ادائیگی میں حارج نہ ہوئیں۔ میں احمد نگر کی طرف سیر پر جاتے ہوئے راستے میں خان صاحب کے گھر اکثر ملاقات کے لئے حاضر ہوتا تو ہمیشہ محبت سے پیش آتے، اکثر مجھے میرے بھائی جان اور اپنے دوست منیر شامی سے متعلق باتیں بتاتے۔

اوصافِ حمیدہ

محترم خان صاحب سادہ مزاج، سادہ اطوار، ذہین اور ذہنِ رسا کے مالک تھے۔ مرحوم self made انسان تھے، کبھی بھی اپنی ضروریات کے لئے سوائے خداتعالیٰ کی ذات کے کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلایا۔ عمل پر یقین رکھتے تھے، اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے آپ نے کئی پراجیکٹس پر عرق ریزی سے کام کیا اور کامیاب رہے۔ ان میں زراعت، مرغبانی، ہومیوپیتھی اور ڈیری فارمنگ شامل ہیں۔ آپ نے مرغبانی اور ہومیوپیتھی میں شہرت پائی۔

1960ء کی دہائی تک جبکہ پاکستان میں مرغبانی کو کوئی جانتا نہ تھا، خان صاحب نے مرغبانی کے موضوع پر وسیع مطالعہ کے بعد مرغبانی کی ابتدا سائنسی بنیادوں پر شروع کی، اور کچھ ہی عرصے میں ربوہ، سرگودہا اور چنیوٹ کے شہروں سے انڈوں اور برائیلر مرغیوں کے لئے آپ کا "خلیل پولٹری فارم" مشہور ہو گیا۔ دور دور سے لوگ مرغی خانے قائم کرنے کے لئے آپ سے مشورہ کی غرض سے آتے۔ اپنے گھر کے گرد خالی جگہ پر گندم کی بیجائی سے گھر کے لئے سال کی گندم حاصل کرتے۔ اور بکریاں پال کر نہ صرف اپنے لئے بلکہ اردگرد محلہ والوں کے لئے دودھ مہیا کرتے۔ اکثر آدھی رات کو بچے کے لئے دودھ یا مریض کے لئے دوائی لینے کے لئے لوگ آ دروازہ کھٹکھٹاتے، آپ ہشاش بشاش ہر ایک کی ضرورت کو پورا کرتے۔

1988 میں کالج سے ریٹائرمنٹ کے بعد آپ نے گزر اوقات کے لئے ہومیوپیتھک کلینک گھر میں قائم کر لیا تھا، آپ سے مختلف امراض کے مریض خطوط کے ذریعے اور بالمشافہ ملاقات سے مشورہ کرنے آتے۔ آپ کسی مریض سے فیس کا مطالبہ نہ کرتے، کہتے "میرا دل نہیں مانتا کہ کسی مریض سے پیسے لوں"۔

آپ کئی سال اپنے محلے کے صدر اور انصار اللہ کے زعیم اور کئی عہدوں پر کام کرتے رہے۔ اس کے علاوہ جماعت کی مال سے متعلق کمیٹیوں کے رکن رہے، جلسہ سالانہ میں لنگر خانہ نمبر3 کے نگران ہوتے۔ جلسہ ہائے سالانہ کے دوران پاکستان کے مختلف علاقوں سے رشتہ دار آپ کے ہاں قیام کرتے، آپ مہمانوں کے قیام اور طعام کی کئی ماہ پہلے تیاری کر چھوڑتے۔

مرحوم پروفیسر سعید اللہ خان صاحب، سادہ لباس، سادہ خو، سادہ دل اور خوش مزاج، متوکل بزرگ تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے، اور اپنی رحمت سے اعلیٰ درجات سے نوازے، آپ کے لواحقین کا حامی وناصر ہو۔ آمین۔

مغفرت کے لئے دعا کی درخواست

میری زوجہ محترمہ رابعہ بیگم احمد قادیانی موصیہ ۱۱ دسمبر ۲۰۱۶ کو مختصر بیماری کے بعد کیلیفورنیا کے ایک ہسپتال میں قضائے الٰہی سے وفات پا گئی ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ عمر ۸۴ سال تھی۔ قادیان میں ۵ جنوری ۱۹۳۲ کو پیدا ہوئی تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند تہجد گذار تھیں۔ اسی کے قریب احمدی اور غیر احمدی بچے بچیوں کو قرآنِ مجید پڑھایا۔ رمضان میں چار مرتبہ قرآنِ کریم ختم کیا کرتی تھیں۔ ۲۲ پوتے پوتیاں، ۵ پڑنواسے نواسیاں چھوڑ گئی ہیں۔ احبابِ جماعت سے درخواست ہے کہ وہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور خلافت کے ساتھ وابستہ رکھے۔ آمین۔ (میاں غلام احمد۔ سابق سپرنٹنڈنٹ محکمہ انہار پنجاب، لائلپور۔ حال امریکہ)

میری پیاری دوست نویدہ

فوزیہ منصور، امریکہ

جو کار خیر اس دنیا میں کرتے رہتے ہیں
وہ چل بسیں بھی تو تا دیر یاد آتے ہیں

یکم جنوری 2017 کے دن جب سب لوگ نئے سال کی خوشیاں منا رہے تھے، میری بے حد پیاری، بہنوں جیسی، بے حد مخلص دوست نویدہ منور لمبی بیماری کے بعد ہم سب کو اداس کر کے اس دنیا سے رخصت ہو گئی۔ اپنی مختصر سی عمر میں اس نے اتنی نیکیاں اور محبتیں کمائیں کہ اس کی وفات پر ہر آنکھ اشکبار ہو گئی۔

ہم دونوں ربوہ کے فضل عمر سکول سے پڑھیں۔ مجھے آج بھی وہ دن یاد ہے جب میں تیسری کلاس میں نویدہ کو پہلی بار ملی تھی۔ کالی جیکٹ پہنے ہوئے کلاس کی اس نئی لڑکی نے بڑی جلدی سب کے ساتھ دوستی کر لی۔ لیکن میری اور اس کی دوستی دن بہ دن مضبوط ہوتی گئی۔ ہم ہر جگہ ساتھ نظر آتے، اکٹھے کھیلتے، اکٹھے سکول میں لنچ کرتے اور ایک ساتھ ہی سکول سے باہر نکلتے۔ باہر نکل کر جتنی دور ساتھ جا سکتے جاتے اور پھر اپنے اپنے گھروں کے راستوں پر چل پڑتے۔ نویدہ بہت ہی لائق اور محنتی لڑکی تھی۔ تھوڑے سے دنوں میں ہر ٹیچر کی ہر دلعزیز شاگرد بن گئی۔ جب ہم پانچویں میں تھے تو میرے ابا جان کی ٹرانسفر کراچی ہو گئی۔ ہم کراچی چلے گئے لیکن نویدہ کے ساتھ دوستی کم نہ ہوئی۔ میں جب بھی ربوہ اجتماعات اور جلسوں پر آتی ہم پھر مل بیٹھتے اور اکٹھے وقت گزارتے۔ پانچویں سے ساتویں کلاس تک کا وقت میرا کراچی میں گزرا۔ اس کے بعد میرے ابا جان کو واپس ربوہ بلا لیا گیا اور ہم دونوں سہیلیاں ایک بار پھر ساتھ ساتھ نظر آنے لگیں۔ میٹرک کے دو سالوں میں تو ہمارا ساتھ بہت مضبوط ہو گیا کیونکہ ہم چھ سات لڑکیوں کے گروپ میں سے نویدہ، عابدہ تنویر، اور میں سائنس کی سٹوڈنٹس تھیں۔ مضامین ایک جیسے ہونے کی وجہ سے سکول کے وقت کے علاوہ بھی ہوم ورک کے لئے ہم ایک دوسرے سے بات کرتے رہتے۔ جب ہم کالج میں پہنچے تو ہمارا یہ گروپ بڑا ہو گیا اور فضل عمر سکول کی دوسری سہیلیاں (عظمیٰ اشرف، بدر النساء، عین الصفا) بھی شامل ہو گئیں یہ گروپ اللہ کے فضل سے اب بھی what's app پہ قائم ہے لیکن نویدہ کا اس میں سے نکل جانا سب دوستوں کے لئے بہت تکلیف دہ ہے۔ عظمیٰ نے تو اس کی بیماری کے دوران سب سے زیادہ اس کے ساتھ رابطہ رکھا اور اس کی مسلسل ہمت بھی بندھاتی رہی۔ کالج کے چار سالوں میں ہم سب نے بہت خوبصورت وقت گزارا۔ اس دوران ایک ایک کر کے شادیاں بھی ہوتی گئیں لیکن ہم سب کی دوستی میں کوئی فرق نہ آیا۔ نویدہ ہم سب میں سب سے زیادہ سلیقہ شعار تھی۔ عابدہ تنویر کی شادی کالج کے دوسرے سال کے بعد ہی ہو گئی۔ نویدہ ہم سب میں زیادہ سمجھدار ہونے کی وجہ سے ہر کام کی ذمہ داری بھی زیادہ لیتی تھی۔ ورنہ اس عمر میں جہیز بنانے کا تجربہ کس کو ہوتا ہے؟ لیکن نویدہ نے عابدہ کی شادی کی تیاریوں میں اتنا کام کیا کہ ہم سب اس کے اس ہنر پہ حیران رہ گئے۔ اس کو جب اور جہاں بھی کسی کے کام آنے کا موقع ملتا وہ ضائع نہ جانے دیتی۔ اس نے ہماری ساتھی ہوتے ہوئے بڑی بہنوں کی طرح ہمارا خیال رکھا۔

بی اے کرنے کے کچھ عرصہ بعد میری شادی ہو گئی اور میں ربوہ کو چھوڑ کر امریکہ آ گئی۔ میری شادی کی تیاری میں بھی نویدہ نے بہت پیار سے میرے ساتھ کپڑے تیار کئے، جوڑے استری کر کے ٹانکے اور لفافوں میں ڈالے۔ میں سمجھتی ہوں کہ سلیقہ نویدہ پہ ختم تھا۔ میرے امریکہ جانے پہ وہ دل میں بہت اداس تھی لیکن میرے لئے خوش بھی بہت تھی۔ میری رخصتی پہ وہ اتنا روئی کہ میرے بعض سسرالی رشتہ دار اس کو میری بہن کی طرح کوئی کزن ہی سمجھے۔ اس نے حقیقت میں مجھے سگی بہنوں والا پیار دیا۔ یہ خدا تعالیٰ کا احسان ہے کہ مجھے نویدہ جیسی مخلص اور ہمدرد دوست ملی۔ کہتے ہیں انسان اپنی صحبت سے پہچانا جاتا ہے۔ نویدہ بلاشبہ ایسی ہستی تھی کہ اس کی صحبت نے مجھے بہت کچھ سکھایا۔

اس نے میری شادی کے بعد میرے امی ابا کا اسی طرح خیال رکھا۔ وہ امی کو اداس دیکھ کر ان سے باتیں کرنے آتی۔ میرے ابو جان کو وہ ابو جان ہی کہتی تھی۔ ہم میں سے کتنے ہیں جو اپنے دوستوں کے پردیس چلے جانے کے بعد بھی ان کے گھروں کے چکر لگائیں؟ یہ وصف نویدہ میں ہی تھا۔

نویدہ میں احساس ذمہ داری اتنا زیادہ تھا کہ گھر میں چار بہن بھائیوں میں تیسرے نمبر پہ ہونے کے باوجود وہ گھر کے بڑے بچے کی طرح کام کرتی تھی۔ یہ اس کی ہمدرد طبیعت تھی کہ وہ کسی بھی کام سے گھبراتی نہ تھی اور ہر وقت ہر طرح کی مدد کے لئے تیار رہتی تھی۔ وہ بلاشبہ ایک نافع الناس وجود تھی۔ اس نے بہت لوگوں کی دعائیں لیں اور بہت لوگوں کے دل جیتے۔ اس کو غصہ آتا بھی تو بڑی جلدی دوسرے کو معاف کر دیتی تھی۔ اس کی معصوم سی ہنسی ہر ایک کے چہرے پر مسکراہٹ بکھیر دیتی تھی۔ مجھے لطیفے اور چٹکلے چھوڑنے کی عادت تھی اور وہ بہت دیر تک لطیفوں سے لطف اندوز ہوتی رہتی تھی۔

میری شادی سے پہلے، جب ہم دونوں پڑھائی سے فارغ ہو چکی تھیں تو ربوہ

میں ایک پرائیویٹ سکول کھلا۔ ہم دونوں نے آپس میں مشورہ کر کے جاب کے لئے درخواستیں دے دیں اور ارادہ یہ تھا کہ اگر دونوں کو جاب ملی تو کریں گے ورنہ نہیں۔ اللہ کے فضل سے ہم دونوں ہی کا انتخاب ہو گیا اور یوں وہاں بھی ہمارا ساتھ رہا اور سب کو ہماری دوستی کا بھی اندازہ ہو گیا۔ ایک دفعہ سکول کی انتظامیہ نے میری کسی کوتاہی کے نتیجے میں مجھ سے کچھ زیادہ اور وہ بھی سب کے سامنے ناراضگی کا اظہار کیا تو نویدہ میرے لئے دیوار بن کے کھڑی ہو گئی۔ میں نے لاکھ اس سے کہا کہ جانے دو لیکن وہ کہنے لگی میں تمہاری بے عزتی برداشت نہیں کر سکتی۔ پس جب تک انہوں نے مجھ سے معذرت نہ کی نویدہ اڑی رہی۔ نویدہ کی ایک خوبی اصول پرستی بھی تھی۔ کچھ عرصہ بعد نویدہ کو انتظامیہ کی کسی بات پہ اعتراض ہوا اور جب بات نہ بنی تو اس نے استعفیٰ دے دیا۔ میں سکول پہنچی تو پتہ چلا نویدہ نے جاب چھوڑ دی ہے۔ گھر آکر اس کو فون کیا تو کہنے لگی تم بھی کل سے نہیں جانا۔ بات اصول کی اور دوستی کی بھی تھی سو میں نے استعفیٰ دے دیا۔ سکول کی انتظامیہ نے بھی کہا ہم نے ایسی دوستی کبھی نہیں دیکھی۔

نویدہ کو اپنے رکھ رکھاؤ کا بہت خیال رہتا تھا۔ سلیقہ تو اس میں پہلے ہی کمال کا تھا باقی کسر وہ اپنے سلائی کڑھائی کے ہنر سے پوری کر لیتی اور تھوڑی سی لاگت میں بہترین لباس تیار کر کے زیب تن کر لیتی اور ہم سب رشک سے دیکھتے رہ جاتے۔ چند ماہ پہلے جب میں اس کو ملنے گئی تو باوجود شدید تکلیف اور بیماری کے اس کے ہاتھوں پیروں کے ناخن خوبصورت تراشے ہوئے اور کپڑوں پہ کوئی سلوٹ نہیں اور گھر صاف ستھرا با ترتیب نظر آرہا تھا۔

نویدہ کی والدہ مرحومہ بہت محبت کرنے والی اور خاموش طبع، صابرہ و شاکرہ سی خاتون تھیں۔ ہم جب بھی وقت بے وقت ان کے گھر گئے انہوں نے اسی پیار سے ہمیں کھلایا پلایا اور نویدہ کو ہمارے ساتھ دیر تک گپیں مارنے دیتیں۔ جب نویدہ کی امی بیمار ہوئیں تو نویدہ تقریباً ٦ ماہ تک ان کی خدمت کے لئے ان کے پاس رہی۔ نویدہ اور عامر بھائی کی اللہ کے فضل سے بڑی اچھی جوڑی تھی، دونوں کو ایک دوسرے کی خوشی اور رشتہ داریوں کا بھی بہت پاس تھا جب نویدہ کی والدہ کو ضرورت تھی تو اس کے شوہر مکرم عامر انیس صاحب نے بھی اس بات کی اہمیت کو سمجھا اور اس کو گھر کی ذمہ داری سے آزاد کر کے اپنی والدہ کی خدمت کا موقع دیا۔ اسی طرح کچھ عرصہ پہلے نویدہ کی نند کی بیٹی کی شادی تھی تو اس نے اپنے شوہر کو شادی میں شرکت کرنے کے لئے امریکہ بھجوایا، میں نے کہا کہ تم بیمار ہو اور اکیلی کیسے رہو گی؟ تو کہنے لگی کہ "میرے بچے تو پہلے ہی اپنی پھوپھو کے پاس ہیں، عامر نے جانا ہی ہے تو کیوں نہ شادی میں بھی شامل ہوں، اپنی بہنوں کا ایک ہی بھائی ہے"۔ غرض اس کی خوشی بھی عامر بھائی کی خوشی میں ہی تھی۔ یہ بھی ان سب جوڑوں کے لئے ایک مثال ہے جو اپنے رشتہ داروں کو تو بہت اہمیت دیتے ہیں لیکن سسرالی رشتوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔

نویدہ کو بچے بہت اچھے لگتے تھے یہی وجہ ہے اس کے سارے شاگرد اس کو بہت چاہتے تھے۔ بچوں کی معصوم شرارتوں کا ذکر کر کے وہ بہت خوش ہوتی تھی۔ شادی کے کچھ عرصہ بعد تک اس کی اولاد نہ ہوئی تو بہت بے چین رہتی تھی۔ اس کی والدہ بھی اپنی بیٹی کی اس خوشی کے لئے دعا گو رہتیں۔ وہ اپنی زندگی میں تو اس کی یہ خوشی نہ دیکھ سکیں لیکن ان کی وفات کے کچھ عرصہ بعد ہی خدا تعالیٰ نے اس کو اولاد کی نعمت عطا کر دی۔ اور ایک ساتھ دو بیٹوں سے نوازا۔ اس کے تین سال بعد ایک اور بیٹا اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا۔ نویدہ کو بچوں کی تربیت کا بہت فکر رہتا تھا۔ تینوں بیٹوں کو وقف نو کی بابرکت تحریک میں پیش کر کے وہ ان کی دینی تربیت کے لئے ہر دم کوشاں تھی۔ اپنی بیماری کے باوجود بہت ہمت اور محنت سے بچوں کو قرآن کریم ناظرہ پڑھایا۔ اللہ تعالیٰ اس کے ان معصوم بچوں کو ہمیشہ اپنی حفاظت میں رکھے اور ان کو دین کے سچے خادم بنائے۔ (آمین)

سب کی ہمدرد، ہر مشکل میں کام آنے والی، کسی کی خدمت کا موقع ہاتھ سے نہ جانے دینے والی، بہت بہادر، صابرہ و شاکرہ۔ غرض اس میں اتنی خوبیاں تھیں کہ میں لکھنا شروع کروں تو یہ مضمون بہت وسیع ہو جائے گا۔ کافی لمبا عرصہ بیمار رہنے کے باوجود اس نے کبھی ناشکری کا کلمہ منہ سے نہیں نکالا۔ خود تکلیف میں ہوتے ہوئے بھی دوسروں کی ذرا سی تکلیف پہ تڑپ جاتی تھی اور مدد کرنے کے راستے سوچتی رہتی تھی۔ اس کی وفات سے اس کی تکلیف تو ختم ہو گئی۔ اب خدا تعالیٰ پیچھے رہنے والوں کے دلوں پہ بھی مرہم رکھے۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میری اس بہن کو اپنے پیاروں میں جگہ دے۔ اس کی ساری دعائیں اور خواہشیں جو اس نے اپنے بچوں کے لئے کیں قبول کرے۔ اسکے شوہر اور باقی رشتہ داروں، بہن بھائیوں اور والد (مکرم منور احمد بھٹی صاحب) کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے (آمین)

یہ سب لکھنے کا مقصد قارئین کو دعا کی تحریک کرنا ہے کہ اب نویدہ کے تینوں بچوں (لقمان، عدیل 9 سال) اور ارتضیٰ (6 سال) کو آپ سب کی دعاؤں کی بہت ضرورت ہے۔ آخر میں نویدہ کی ان سب دوستوں اور رشتہ داروں اور خاص طور سے سسرالی رشتہ داروں کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے جنہوں نے نویدہ کی محبت کا جواب محبت سے دیا اور میری اس پیاری دوست کا بیماری میں بہت خیال رکھا۔ اس کے مشکل وقت میں بہت کام آئے۔ خدا تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین)